جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

عصرِ ۝ اِنَّ الاِنسانَ لَفِی خُسرٍ ۝

ماہنامہ

العصر

پشاور
پاکستان

مدیرِ مسئول

مفتی غلام الرحمٰن

العصر اور آپ کی ذمہ داری

جن حضرات کی رکنیت کا ایک سال پورا ہو رہا ہے۔ ان سے درخواست ہے کہ نئے سال کے ل
اپنا چندہ مبلغ =/80 (اسی روپے) سالانہ مقامی نمائندگان کے ذریعہ یا بذریعہ منی آرڈر دفتر ماہنا
العصر" کو بھیج دیں تاکہ اس کمرتوڑ منگائی۔ ناموافق فضا اور ابتدائی حالات کے ہوتے ہوئے العص
اپنا خوشگوار سفر جاری و ساری رکھ سکے۔

چندہ کے اختتام پر اطلاع دینے کے باوجود کسی رکن کی طرف سے زرتعاون موصول نہ ہونے
(وی۔ پی) بھیجا جائے گا۔ جس کا وصول کرنا رکن کا اخلاقی اور مذہبی فریضہ ہے۔

ادارہ العصر کے نمائندگان حضرات

1- خان بادشاہ :- سٹور سپروائزر چراٹ سیمنٹ فیکٹری پوسٹ بکس 28 ضلع نوشہرہ
2- مولانا فصیح الرحمان صاحب :- 229/A بلاک اے شیر شاہ کالونی کراچی 28
3- مولانا مفتی محمد کمیل :- منیر برادرز نیو روڈ منگورہ سوات
4- مولانا ضیاء الرحمان :- حبیب جنرل سٹور جان مارکیٹ دوبندی بازار جہانگیرہ ضلع نوشہرہ
5- شاہ نواز صاحب :- گاؤں بانڈہ منیر خان ڈاک خانہ سرائے نعمت خان ضلع ہری پور ہزارہ
6- حمید خان و ظاہر شاہ :- پاکستان ٹوبیکو کمپنی اکوڑہ خٹک ریڈ شفٹ خوشحال گروپ ضلع نوشہرہ۔
7- مولانا شمشاد علی صاحب :- ناظم اعلیٰ دارالعلوم سعیدیہ اوگی ضلع مانسہرہ۔
8- قاضی محمد طیب :- مقام عمرزئی ضلع چارسدہ
9- جناب غنی الرحمان :- غنی فوٹو سٹیٹ مل روڈ مردان
10- مولانا خلیل اللہ حقانی :- مقام روپ کنی تحصیل الائی ضلع بٹ گرام
11- مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی :- خانیوال ایک مینار والی مسجد
12- مولانا مفتی محمد زرین شاکر خطیب جامع مسجد صدیق اکبر محلہ پٹھان خیر آباد
13- حاجی محمد حسین - حسین انٹرپرائزز ڈھیری باغبانان پشاور
14- مفتی دلبر شاہ - مدرسہ عربیہ اظہارالاسلام پنڈی روڈ چکوال
15- قاری ولی اللہ - خطیب (پی ٹی وی) پشاور

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ماہنامہ العصر پشاور

جلد نمبر 4 شمارہ نمبر 1

مجلس ادارت سرپرست: شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ
پی ایچ ڈی مدینہ منورہ

مدیر مسئول: مفتی غلام الرحمن ۰ نائب مدیر: مولانا ذاکر حسن نعمانی

جنوری 1998ء رمضان المبارک 1418ھ

بدل اشتراک

فی پرچہ: ۸ روپے
سالانہ اندرونِ ملک: ۸۰ ″
بیرونِ ملک: ۱۵ ڈالر

رابطہ

فون دفتر: ۰۹۱-۲۷۳۵۶۱

خط و کتابت

ماہنامہ العصر پوسٹ بکس ۱۲۰۹
جامعہ عثمانیہ پشاور کینٹ پاکستان

ترسیل زر

ماہنامہ العصر اکاؤنٹ نمبر ۷۸۸۰
یونائیٹڈ بنک
سنہری مسجد روڈ پشاور صدر

پبلشر

مفتی غلام الرحمن

مقام اشاعت: جامعہ عثمانیہ
عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر
پرنٹرز۔ وحدت پرنٹرز پشاور

اس شمارے میں

یوں ہی باتیں ہیں کہ تم میں وہ حمیت ہے بھی	صدائے عصر	2
تراویح میں قرآن سنانے کے چند احکام	مفتی غلام الرحمن	7
ہمارے دینی مدارس کا ماضی، حال اور مستقبل		14
ٹیکس کی شرعی حیثیت	مولانا ذاکر حسن	24
ہم پاکستانی مسلمانوں کے پچاس سالہ کارنامے	قاضی عبدالکریم	34
کارروائی اجلاس مجلس شوریٰ	مولانا حسین احمد	37
جامعہ عثمانیہ کے وفاق المدارس کے امتحان میں امتیازی کامیابی		41

صدائے عصر

مدیر مسئول

یوں ہی باتیں ہیں کہ تم میں وہ حمیت ہے بھی !!

ایک ارب دس کروڑ سے زائد مسلمانوں یعنی دنیا کے پانچویں حصہ کے انسانوں کے نمائندوں کا " اسلامی سربراہ کانفرنس " کے نام سے 9 تا 11 دسمبر 1997ء ایران کے دارالخلافہ تہران میں آٹھواں اجتماع ہوا۔ جس میں دنیا کے چپن اسلامی ممالک کے زعماء اور مقتدر شخصیتیں شریک رہیں جن میں ستائیس صدور، سات وزراء اعظم، چار بادشاہ اور تین ولی عہد بھی شامل ہیں۔ اجلاس کا اعلامیہ " اعلان تہران " کے نام سے موسوم ہے۔ اس کانفرنس کی میزبانی کا شرف ایران کو حاصل ہوا۔ ایران کے نو منتخب قائد جناب علی خامنہ ای صاحب مکمل طریقہ پر کانفرنس کے فیصلوں پر اثر انداز رہے بلکہ آئندہ سالوں میں تنظیم کی قیادت بھی ایران کے سپرد ہوئی۔

بظاہر اگرچہ مسلمان نمائندوں کے جم غفیر کا تہران میں اکٹھا ہونا امریکہ کو گوارا نہ تھا۔ بعض بیانات سے اس پر منفی ردعمل کے آثار ملتے ہیں لیکن کسی ملک کو سختی سے منع کرنے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی ورنہ اگر امریکہ چاہتا تو ممکنہ وسائل بروئے کار لا کر زیر اثر ممالک کو شرکت کا موقع نہ دیتے لیکن معلوم نہیں؟ کہ اس میں امریکہ بہادر کے کیا مقاصد مخفی ہیں اور آئندہ جا کر اس کانفرنس میں اپنے ہمنواء کی شرکت سے کیا فوائد حاصل کرتا ہے۔ کانفرنس کے اعلامیہ عالم اسلام کے بنیادی مسائل سے متعلق ہے۔ اس میں کئی ایسے مسائل کی نشاندہی کی گئی ہے کہ اگر سنجیدگی سے اس پر عمل کیا گیا تو اکیسویں صدی عالم اسلام کے لئے ترقی کا پیغام ثابت ہوگا۔ کیونکہ تعلیمی میدان میں مسلمانوں کی رجعت قہقہری اور سائنسی علوم میں پسماندگی عصر حاضر کا عظیم چیلنج

ہے ۔ " پچپن اسلامی ممالک اس کوتاہی میں برابر کے شریک ہیں ۔ یورپ آج سائنسی علوم میں تفوق کی وجہ سے عالم اسلام کے ضمیر کا سودا کر رہا ہے ۔ خود مسلمان احساس کمتری کا شکار ہو کر اپنے آپ کو یورپ کی رہبری اور رہنمائی کا محتاج سمجھ رہا ہے ۔

اگر مسلمانوں کو اجتماعی طور پر اس کا احساس ہو اور تعلیمی میدان میں خود اعتمادی کا مظاہرہ کر کے کچھ کر کے دکھائے تو یقیناً" اسلامی سائنس کی جدید اصطلاح کی تخلیق کا وقت دور نہیں ۔ اس لئے اسلامی سربراہ کانفرنس کا باہمی طور پر تعلیمی اور ثقافتی میدان میں تعاون پر زور دینا قابل تحسین اقدام ہے ۔ ایسا ہی آپس کے تنازعات کے تصفیہ کے لئے اسلامی عدالت انصاف کے قیام کی تجویز بھی مثبت سوچ کا مظہر ہے کیونکہ بدقسمتی سے کئی اسلامی ممالک دشمنان اسلام کی سازشوں کے شکار ہو کر آپس میں مشت گریباں ہیں ۔ یوں دیدہ و دانستہ ایک دوسرے کا گلا گھونٹ کر دشمنان اسلام کے لئے آلہ کار بنے ہوئے ہیں ۔ اگر باہمی تنازعات کے تصفیہ کے لئے کہیں قابل عمل حل سامنے آئے تو یہ مسلمانوں کی عظیم کامیابی ہوگی ۔ لیکن اس میں یہ ضروری ہے کہ اسلامی عدالت انصاف واقعی اسلام کے دائمی اور ابدی قانون پر مبنی ہو ۔ شریعت کی روشنی میں اس کے فیصلے ہوں ورنہ کہیں مروجہ بین الاقوامی خود ساختہ قوانین کی تنفیذ کے لئے مسلمان ججوں کو بٹھانے کو اسلامی عدالت انصاف کا نام دینے سے مسائل قطعاً" حل نہیں ہوں گے ۔ اگر ہمارے پاس واقعی کوئی ایسا ادارہ ہوتا تو عراق اور کویت کی جنگ میں امریکہ اور اس کے حواریوں کو بھی دخل اندازی کا موقع نہ ملتا ۔ ایسا ہی اسلامی فوج کی تجویز بھی ان مسائل کے حل میں ممدو معاون ثابت ہوگا ۔ ان کے علاوہ بھی اسلامی سربراہ کانفرنس کا اعلامیہ کئی تعمیری تجاویز پر مشتمل ہے ۔ خاص کر اقوام متحدہ کے ذیلی ادارہ سلامتی کونسل میں مسلمانوں کے مسائل کے حل کے لئے بطور ترجمان مستقل رکنیت اور ویٹو پاور کے استحقاق کا مطالبہ بھی خود اعتمادی کا مظہر ہے ۔ یہ غیور مسلمان قوم کے ضمیر کی آواز ہے ۔ ایک موقع پر صدائے عصر میں ہم نے بھی اس کی اہمیت کی نشاندہی کی تھی کہ صفحہ ہستی پر اگر مسلمان اپنی شناخت اور تشخص قائم کرنا چاہتے ہیں تو سلامتی کونسل میں رکنیت دلانے کی کوشش ان کا اہم ذریعہ ہے ۔ خدا کرے کہ مسلمان اس مقصد میں کامیابی کے دن دیکھے ۔

لیکن ان تمام تعمیری نے تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک فعال کردار کی

ضرورت ہے۔ کیا ان اہم اہداف اور مقاصد کی تکمیل کے لئے کبھی کسی معنی خیز کردار اپنانے پر غور کیا ہے یا نہیں؟ "اعلان تہران" یقیناً" اس سے خالی ہے۔ اعلامیہ میں کوئی ایسی شق نہیں پائی جاتی جو کم از کم ایک بہتر مسلمان پیدا کرنے اور باکردار مسلمان بننے کی ترغیب دے سکے۔ اسلامی ممالک یا امت اسلامی کی ترقی کا راز اس میں مضمر ہے کہ دنیا میں یہ اسلام کے نام سے جیئے اور اسلام کے نام سے مرے۔ مسلمان کا تشخص اسلامی کردار اور ایمانی صفات اپنانے سے بنتا ہے۔ جتنا بھی کسی مسلمان کا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر عقیدہ اور حضرت رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طرز زندگی کو اپنانے میں رسوخ اور مضبوطی پیدا ہوگی اتنا ہی اس کا تشخص مضبوط ہو کر ترقی کے میدان میں آسانی سے سفر طے کرے گا۔ بدقسمتی سے آج مذہب و عقیدہ مسلمان نے ایک ذاتی مسئلہ سمجھ لیا ہے۔ یوں تو مسلمانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ وسائل کی فراوانی اور ذہانت و قابلیت کسی سے مخفی نہیں لیکن بایں ہمہ دین و مذہب سے بے زاری آج کے مسلمان کا اہم مسئلہ بنا ہوا ہے۔ ڈاکٹر علامہ اقبال مرحوم اس کو روتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

اس لئے اعلان تہران اس اعتبار سے ایک بے جان جسم کی مانند ہے۔ جس میں ایک مسلمان بننے کے لئے کسی کردار کو اپنانے اور اسلامی اقدار کے تحفظ کا کوئی تذکرہ نہیں پایا جاتا۔ اسلامی سربراہ کانفرنس کی تجاویز پر یقیناً" کار آمد بھی ہیں لیکن اس میں زوال و انحطاط کے اسباب کا صحیح تجزیہ نہیں کیا گیا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی نام نہاد ڈاکٹر کسی بیمار کو تشخیص کے بغیر کوئی دوائی دیدے۔

اگرچہ تجاویز کی افادیت سے انکار نہیں لیکن ایک اچھے مسلمان بننے کے لئے فعال کردار اپنانے پر غور نہ کرنا ضرور تشنہ تکمیل ہے۔

اسلامی سربراہ کانفرنس کا ایران کی میزبانی میں افغانستان سے جانب داری کا سلوک کرنا قابل مذمت ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ افغانستان کے اٹھائیس صوبوں پر بشمول

دار الخلافہ طالبان قابض ہیں اور بحمہ اللہ ایک مثالی اسلامی ریاست کا قیام طالبان کا بنیادی مقصد ہے، اگرچہ بعض اقدامات میں جذباتی رنگ غالب ہے۔ لیکن وہ قابل اصلاح ہیں۔ افغانستان جیسے ملک میں طالبان کی وجہ سے مثالی امن و امان قائم ہے۔ اس نازک موقع پر طالبان کو نظر انداز کرکے معزول صدر کو اجلاس میں شرکت کا موقع دینا صرف جانب داری کا مظاہرہ نہیں بلکہ افغانستان میں باہمی جنگ و قتال کو طول دینے کے مترادف ہے۔ ایران روز اول سے بلا وجہ طالبان کی مخالفت پر ڈٹا ہوا ہے اور طالبان کے ہر تعمیری اقدام کو شک کی نگاہ سے دیکھ رہا ہے اور اس کی مخالفت اپنا فرض منصبی سمجھتا ہے۔ معزول صدر کو پورا پروٹوکول دے کر اجلاس میں شرکت کا موقع دینا اگرچہ مبصر کی حیثیت ہے۔ لیکن یہ اسلامی سربراہ کانفرنس کا قابل مذمت فیصلہ ہے۔ شاید شرکاء کانفرنس کو اس وقت اس کا احساس نہیں تھا کہ ایک ایسے معزول صدر کو شرکت کا موقع دینا جس بے چارے کا کوئی ٹھکانا معلوم نہ ہو ایک معمولی اقدام ہے۔ لیکن اس فیصلہ کے چند روز بعد اقوام متحدہ نے جنرل اسمبلی میں جلا وطن حکومت کو نمائندگی دینے کا فیصلہ اسلامی سربراہ کانفرنس کے فیصلہ کی بنیاد پر کی ہے۔ آئندہ اس کے اثرات کیا ہیں؟ ایک ذی شعور شخص پر مخفی نہیں۔

ایران بذات خود افغانستان میں حزب وحدت کے علاوہ کسی دوسری پارٹی کو گھاس نہیں ڈالتا ہے۔ لیکن معزول صدر کو موقع دینا محض طالبان کو نقصان پہنچانے کے لئے ہے۔ شاید اس سے معزول صدر اپنا کوئی مقام پیدا کرکے طالبان کے لئے مزید مسائل پیدا کریں۔

اگر ایک طرف اسلامی سربراہ کانفرنس کے شرکاء مسلمانوں کے باہمی اتفاق، اتحاد، ہم آہنگی اور امن و آشتی کے لئے اچھی تجاویز دے رہے ہیں لیکن دوسری طرف عملی میدان میں ایک مظلوم و مقہور قوم کے درمیان افتراق و اختلافات کی بیج بو کر باہمی اختلافات کو ہوا دے رہا ہے۔ شاید یہ صرف افغانستان تک محدود نہ ہو بلکہ طالبان کی پشت پر جو اسلامی حکومتیں کھڑی ہیں۔ جنہوں نے ان کی حکومت تسلیم کی ہے۔ یہ درحقیقت ان ممالک کے مستحسن فیصلہ پر حملہ ہے۔

ایسے موقع پر کشمیر کی طرح افغانستان کے تصفیہ کا مسئلہ بھی سر فہرست ہونا چاہئے

تھا۔ بہتر یہ ہوتا کہ اس کے حل کے لئے پائیدار اور مستحکم امن کی راہ تلاش کی جاتی تا
دشمنوں سے چور لاکھوں افغانی قوم در بدر کی ٹھوکریں کھانے کے بجائے اپنے ملک کی تعمیر
کی بھاری ذمہ داری اٹھا سکیں۔ اس کے لئے یا تو طالبان کو نمائندگی کا حق دیا جاتا۔ تا
ان کا بین الاقوامی میدان میں قوت تسلیم ہو۔ ورنہ پھر مصلحت کے لئے افغانستان کی کرسی
خالی چھوڑنا دانش مندی کا تقاضا تھا۔

بہرحال طالبان کو اس میدان میں نظر انداز کرنا کسی طرح مستحسن فیصلہ نہیں۔

والعصر ان الانسان لفی خسر

غلام الرحمن عفی عنہ

۵/۹/۱۴۱۸ھ۔

سنہری موقع !!!

درجہ **تخصص** فی الفقہ الاسلامی والافتاء

SPECIALIZATION IN FAQA-ISLAMI AND IFTA

کے طلباء کے لئے تحقیق و ریسرچ کے مراحل میں مراجع و ماخذ کی دستیابی میں مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے مجلس شوریٰ نے چھٹے تعلیمی سال کے تخمینی بجٹ میں اولین مرحلہ میں ایک لاکھ تیس ہزار روپے (1'30'000) کی کتابیں خریدنے کی منظوری دی ہے۔

اگر آپ ایک صحیح عالم دین کی بے لوث دینی خدمات میں قیامت تک صدقہ جاریہ کے طور پر شریک ہونا چاہتے ہیں اور یقیناً" چاہتے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کا مقدس نام لے کر کتابیں خریدنے کا سنہری موقع ضائع نہ کریں۔

دارالافتاء

مفتی غلام الرحمٰن

تراویح میں قرآن سنانے کے چند احکام

سوال (1) :- تراویح میں قرآن مجید سنانا کیا حکم رکھتا ہے اور مستحسن طریقہ کیا ہے؟

الجواب و باللہ التوفیق

تراویح میں ایک دفعہ قرآن مجید کا ختم فقہاء نے مسنون لکھا ہے اگر کوئی شخص خود حافظ ہو تراویح میں قرآن پڑھے یا کسی پڑھنے والے کی اقتداء کرکے قرآن سنے تو اس سے سنت ادا ہو جاتی ہے۔ اگر قوم سننے کی خواہش رکھتی ہو تو تراویح میں ایک دفعہ ختم کرنا مستحسن اقدام ہے اور جہاں کہیں قوم قرآن سننے کے لئے تیار نہ ہو تو مجبور کرانا دانش مندی نہیں خدانخواستہ اگر ختم کی وجہ سے لوگ مسجد آنا چھوڑ دیں اور جماعت کی کثرت متاثر ہو تو پھر مسجد کی آبادی کی رعایت اور جماعت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کی شرکت کو یقینی بنانا زیادہ بہتر ہے۔ علامہ کاسانی فرماتے ہیں۔

و اما فی زماننا فا الافضل ان یقراء الامام علی حسب حالتہ القوم من الرغبتہ والکسل فیقرا قدر مالا یوجب تنفیر القوم الجماعتہ لان تکثیر الجماعتہ افضل من تطویل القرآۃ

(بدائع الصنائع ج 1/ 289)

ترجمہ :- ہمارے زمانے میں امام کو چاہئے کہ وہ قوم کے شوق اور سستی کو مدنظر رکھ کر پڑھے۔ پس امام اتنی قرات پڑھے گا جو لوگوں کے بھگانے کا ذریعہ ثابت نہ ہو کیونکہ جماعت میں زیادہ لوگوں کا ہونا لمبی قرات سے افضل ہے۔

اور علامہ ابن عابدین ؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں۔

فا الحاصل ان المصحح فی المذهب بان الختم سنته
لکن لا یلزم منه عدم ترکه اذالزم منه تنفیر القوم و
تعطیل کثیر من المساجد خصوصا فی زماننا فا
الظاهر اختیار الاخف علی القوم

(ردالمختار علی الاا المختار المعروف بشامی ج 1/523)

ترجمہ :- خلاصہ یہ رہا کہ ہمارے مذہب میں (تراویح میں) ختم کرنا سنت ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں کہ اس کو (بالکل) نہ چھوڑے - جب اس سے قوم کی بے زاری اور بہت سی مساجد کا خالی ہونا لازم آتا ہو خاص کر ہمارے اس دور میں - پس بہتر صورت یہی ہے کہ اس میں قوم کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے آسانی کا طریقہ اختیار کیا جائے -

بہتر یہ ہے کہ اس کو سنت سمجھ کر پڑھا جائے اورسنا جائے عام مساجد میں لوگ تین دن یا ہفتہ عشرہ میں سنت پڑھ کر بعد میں فرض نمازوں کا خیال نہیں رکھتے ہیں - ختم سنت ہونے کے باوجود فرائض سے زیادہ اہمیت اختیار کر جاتا ہے - نیز بسا اوقات پڑھنے میں بے احتیاطی رکھی جاتی ہے - اس لئے بہتر یہ ہے کہ پورے رمضان میں ایک ختم ہو تاکہ پڑھنے میں آسانی ہو اور عام لوگوں کی کبیدہ خاطری کا ذریعہ نہ بنے - تاہم اگر تین دن میں ختم ہو پھر بھی سنت ادا ہو جاتی ہے - فقہاء کی تصریحات کی روشنی میں بہتر یہ ہے کہ ایک ایک رکعت میں دس آیات پڑھی جائیں یوں تیس دنوں میں قرآن مکمل ہو جائے گا - لیکن بعض مشائخ سے یہ بھی منقول ہے کہ ایک ایک رکعت میں ایک ایک رکوع پڑھنے کی صورت میں ستائیس رمضان پر ختم ہو کر ستائیسویں کی فضیلت بھی حاصل ہو سکتی ہے - فتاویٰ قاضیخان میں ہے -

وحکی عن بعض المشائخ انهم جعلو القرآن علی
خمسمائه واربعین رکوعا واعلموا ذلک فی
المصاحف حتی یحصل انحتم فی لیلته السابعه
والعشرین کثرة الاخبار الذی تدل علی انها لیلته
القدر

(قاضیخان ج 1/112)

ترجمہ :- بعض مشائخ سے حکایت کی گئی ہے کہ انہوں نے قرآن کے پانچ سو چالیس رکوعات مقرر کی ہیں۔ یوں ختم ستائیسویں پر ہوگا۔ جس کے بارے میں کثیر روایات لیلۃ القدر ہونے میں وارد ہیں۔

سوال (2) :- کیا ختم کرتے وقت سامع کا ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب و باللہ التوفیق

بنیادی طور پر قاری کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ صحیح قرآن پڑھے نماز سے خارج چونکہ قاری اپنی غلطی کا تدارک قرآن دیکھ کر کرسکتا ہے اور نماز میں غلطی ہونے کی صورت میں اس کا تدارک مشکل ہے اور قاری بھول کا شکار ہو کر قرات میں روانگی اس کے لئے مشکل رہتی ہے اس لئے فاتح اور سامع ہونے کی صورت میں یہ تکلیف نہیں رہتی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن سنانا فاتح اور سامع پر موقوف ہے اگر حافظ ضبط کامل کی وجہ سے غلطی نہیں کرتا ہو اور کہیں شک و شبہ ہو تو سلام کے بعد اس کو دیکھ کر تصحیح کرسکتا ہو تو پھر فاتح کے بغیر بھی ختم کی سنت ادا ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ نماز سے خارج میں کسی قاری کا قرآن پڑھنا معاون پر موقوف نہیں ایسا ہی نماز کا حکم بھی ہے

سوال (3) :- اگر حافظ قرآن سنانے کی اجرت طلب کرے اور بغیر اجرت کے حافظ میسر نہ ہو کیا مزدوری سے حافظ کی تقرری جائز ہے یا نہیں۔

الجواب و باللہ التوفیق

فقہاء کرام نے اگر امامت پر اجرت کی اجازت دی ہے لیکن قرآن پڑھنے میں اجارہ کی مشروعیت نہیں پائی جاتی اس لئے محض قرات پر اجرت مقرر کرکے قرآن سناتا اور اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب کو آمدنی کا ذریعہ قرار دینا ایک حافظ و قاری اور عالم کو زیب نہیں دیتا قرآن خود اتنی عظمت کا حامل ہے کہ اس کے پڑھنے والے کو اجرت اللہ تعالیٰ سے طلب کرنا چاہئے۔ خالق کائنات کو چھوڑ کر مخلوق خدا سے اس کی اجرت طلب کرنا اس مقدس منصب سے غداری کے مترادف ہے' علامہ ابن عابدین اس کے بارے میں فرماتے ہیں۔

وقال العینی فی شرح الهدایة و یمنع القارئ للدنیا

والاخذ المعطی آثمان فا الحاصل ماشاع فی زمانتا من قراۃ الاجزاء بالاجرۃ لا یجوز۔

(شامی ج 5/39)

ترجمہ :- عینی نے ھدایتہ کی شرح میں کہا ہے کہ دنیا کے لئے قرآن پڑھنے والے کو منع کیا جائے گا اس میں لینے اور دینے والا دونوں گنہگار ہوں گے' خلاصہ یہ رہا کہ ہمارے دور کا سیاروں کا اجرت سے پڑھنا جائز نہیں -

ایسی صریح ممانعت کے باوجود اگر بغیر اجرت کے حافظ میسر نہ ہو تو پھر یہ ایک ایس ضرورت نہیں جس کے لئے ناجائز کا ارتکاب ہو ایسی صورت میں یہ بہتر ہے. کہ غیر حاف امام چھوٹی سورتوں پر تراویح پڑھائے -

لیکن اجرت اور قوم کے اعزاز و اکرام کے جذبات کے مابین فرق کرنا ضروری - اجرت تب بنتی ہے کہ حافظ اور قوم کے درمیان باقاعدہ معاہدہ ہو یا عرف اور عادت چلتے ہوئے حافظ کو اجرت دی جاتی ہو - ایسی صورت اجارہ کے قریب ہونے کی وجہ اس سے احتراز ضروری ہے - ورنہ اگر کہیں حافظ و قاری نے نہ اجرت کا مطالبہ کیا ہ اور نہ اس نیت و ارادہ سے قرآن سنایا ہو کہ قوم کی طرف سے مجھے قرآن سنانے پر اتن رقم ملے گی ایسی حالت میں اگر قوم نے اجتماعی یا انفرادی طور پر کسی حافظ و قاری کی حوصل افزائی کے لئے ایسا ھدیہ قبول کرنا جائز ہے اس کی بڑی نشانی یہ ہوگی کہ حافظ کہیں ھدی نہ ملنے یا کم ملنے پر کبیدہ خاطری کا شکار نہ ہو - لیکن اگر کوئی حافظ ایسا ہو جہاں اس کی کوئی خدمت نہ ہو تو وہ آئندہ سال کے لئے کسی دوسری جگہ کی تلاش میں نکلے اور اس جگہ کو نظر انداز کرے اس میں اگرچہ مقررہ اجرت کی صورت نہیں پائی جاتی لیکن پھر بھی اجرت کی نیت سے خالی نہیں -

سوال (4) :- اگر ایک حافظ کسی جگہ ختم سے فارغ ہو کر دوسری جگہ ختم کرے تو اس کے ختم کی سنت ادا ہو۔ نے کی وجہ سے کیا قوم کا مسنون ختم اس کی اقتداء میں ادا ہوگا یا نہیں - بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ایسی صورت میں سنت کی اقتداء نفل کے پیچھے جائز نہیں - کچھ لوگ یہ حیلہ بتاتے ہیں کہ حافظ اگر دوبارہ ختم نذر کرے پھر اقتداء کی گنجائش پائی جاتی ہے - کیا ایسا طریقہ اپنانا جائز ہے یا نہیں -

الجواب و باللہ التوفیق

اس میں کوئی شک نہیں کہ حافظ کا ایک دفعہ ختم کرنے سے سنت ادا ہو جاتی ہے لیکن دوبارہ ختم کرنا بھی اس کے لئے ممنوع نہیں۔ چونکہ مفتی بہ قول کی رو سے تمام رمضان میں تراویح سنت ہے۔ قوم کی اقتداء تراویح میں کی جاتی ہے۔ ختم کی سنت ادا ہونے سے یہ لازم نہیں کہ تراویح اس کے حق میں سنت نہ رہے۔ فرائض کے علاوہ سنن اور نوافل میں اقتداء ایک حکم رکھتا ہے اس لئے سنت کی ادا ہونے کے باوجود اس حافظ کی اقتداء جائز ہے۔ یہی وجہ ہے وتر میں وجوب اور سنت کے حکم میں اختلاف کے باوجود اقتداء کی گنجائش پائی جاتی ہے۔

جہاں تک نذر کے حیلہ کا حکم ہے تو یہ اقتداء کے عدم جواز پر مبنی ہے۔ لیکن جواز کی گنجائش ہونے کی صورت میں نذر کی صورت نہیں رہی ویسے نذر کے لئے خاص سبب نہ ہونے کی وجہ سے یہ حیلہ بظاہر بے سود معلوم ہوتا ہے۔

تاہم اگر بار بار ختم کرانے سے مال جمع کرنا مقصد ہو تو پھر ایسے حافظ کی اقتداء سے ختم نہ کرنا بہتر ہے۔

سوال (5) :- ایسا حافظ جو داڑھی منڈواتا ہو یا یک مشت سے کم داڑھی رکھی ہو کیا ایسے حافظ کی اقتداء تراویح میں جائز ہے یا نہیں

الجواب و باللہ التوفیق

یک مشت داڑھی رکھنا سنت رسولؐ ہے اس کے مقابلہ میں داڑھی منڈوانا یا کٹوانا خلاف سنت ہے۔ سنت رسول ﷺ کی خلاف ورزی موجب فسق ہے اس لئے ایسے حافظ کی اقتداء دیگر فساق و فجار کی طرح مکروہ تحریمی ہے۔ اس لئے یہ اہل محلہ کی ذمہ داری ہے کہ کسی ایسے حافظ کا تعین کرے جو کم از کم علانیہ طور پر امور فسقیہ کا مرتکب نہ ہو۔ تاہم جہاں کہیں قرب و جوار کی مسجد میں صالح حافظ کی اقتداء ممکن ہو۔ تو پھر دوسری مسجد جانا زیادہ بہتر ہے اور اگر کہیں متبادل بندوبست نہ ہو تو پھر انفرادی نماز پڑھنے سے فاسق کی اقتداء بہتر ہے۔ اس لئے مجبوری کی صورت میں اقتداء کی جاسکتی ہے۔ فقہاء کرام کی عبارات اس میں یوں وارد ہیں۔

واما فی غیر الجمعته من المکتوبات فھو سبیل من

ان یتحول الی مسجد آخر ولا یاثم بذالک لان قصده
صلوة خلف نقی واذا صلی الرجل خلف فاسق او
مبتدع یکون محرزا ثواب الجماعته لما روینا من
الحدیث لکن لاینال ثواب من یصلی خلف عالم تقی
قال علیه الصلوة والسلام من صلی خلف عالم تقی
فکانما صلی خلف نبی من الانبیاء

(قاضیخان ج 1/44)

ترجمہ :- جمعہ کے علاوہ دوسری فرض نمازوں میں (فاسق کی اقتداء سے بچنا ممکن ہے کہ) کسی دوسری مسجد جانے - اس سے وہ گنہگار نہیں ہوگا کیونکہ یہ کسی نیک عالم کی اقتداء کے لئے جا رہا ہے - تاہم اگر فاسق اور مبتدع کی اقتداء کی گئی تو جماعت کا ثواب مل جائے گا لیکن ایک خدا ترس عالم کی اقتداء میں پڑھی ہوئی نماز کا ثواب نہیں ملتا ہے - حضرت رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جس نے خدا ترس عالم کے پیچھے نماز پڑھی ایسا ہے کہ اس نے ایک پیغمبر کی اقتداء کی -

سوال (6) :- تراویح میں بسم اللہ جھرا پڑھنا کیا حکم رکھتا ہے -

الجواب و باللہ التوفیق

سورۃ فاتحہ کے ساتھ بسم اللہ جھرا پڑھنا ہمارے مسلک میں سنت نہیں تاہم اس اتفاق ہے کہ سورۃ نمل کے علاوہ بسم اللہ قرآن کی ایک آیت ضرور ہے - اس لئے کرتے وقت کسی ایک سورت کے ساتھ تسمیہ جھرا پڑھنا تکمیل ختم کے لئے ضروری اور تسمیہ جھرا پڑھنے سے رہ گیا تو ختم میں ایک آیت کی کمی کا احساس رہے گا -

سوال (7) :- ختم قرآن کے موقع پر مٹھائی کی تقسیم کے اہتمام کا کیا حکم ہے -

الجواب و باللہ التوفیق

ختم کے موقع پر مٹھائی تقسیم کے لئے ہمارے ان علاقوں میں جو طریقہ اختیار جاتا ہے اس میں سنجیدگی کا بہت کم مظاہرہ ہوتا ہے - عموماً" لوگوں سے جبری طور پر وصول کیا جاتا ہے یا محلہ اور قرب و جوار کے گھروں اور دکانوں میں پارٹی گھوم کر اکٹھا کرتے ہیں - بسا اوقات مانگنے کے لئے روڈ پر لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی

چندہ نہ دے تو اس کو ملامت کیا جاتا ہے۔ تو یہ طریقہ نیکی شمار کرکے شیرینی کے نام سے مٹھائی تقسیم ہوتی ہے۔ شریعت مطہرہ کی رو سے یہ طریقہ اپنانے کی کوئی اجازت نہیں بلکہ ثواب جان کر لوگوں پر بوجھ بننا بدعت کے علاوہ دوسرے کئی قبائح کا مجموعہ ہے۔ تاہم اگر کوئی شخص ذاتی رقم سے مٹھائی لا کر لوگوں میں بطور تصدق تقسیم کرے یا بطور ہدیہ شرکاء ختم کو پیش کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن پھر بھی لازم جاننا اور ختم کا تتمہ سمجھنا زیادت علی الشرع کے مترادف ہے۔

بقیہ صفحہ ۳۶ کا

جھولی میں ڈال دینا ہے۔

ب:۔ پاک اسمبلیوں کو غیر مسلموں اور بدمعاشوں سے پاک کرانا ہے۔

ج:۔ اور انتخاب ارباب حل و عقد کے ذریعہ منظور کرانا ہے تو انشاء اللہ دین و اسلام کی عظمت رفتہ کی واپسی اور ملک کے امن و استحکام کا منظر قابل دید ہوگا۔ واللہ علے ما نقول وکیل

ہر قسم چپس خریدنے کے لئے
باِعتماد فیکٹری
مساجد اور دینی مدارس کے لئے
خصوصی رعایت
شریف اینڈ کو ستون چپس فیکٹری جی ٹی روڈ تحصیل ضلع نوشہرہ جھانگیرہ

ہمارے دینی مدارس کا ماضی اور حال و مستقبل

(بشکریہ الفرقان لکھنو)

(حضرت مولانا محمد منظور نعمانی ؒ نے اب سے تقریباً" 35 سال پہلے اس وقت کے ایک نامناسب واقعہ سے متاثر ہو کر یہ درد بھرا مضمون نومبر و دسمبر سنہ 1962ء کے الفرقان میں نگاہ اولین کے طور پر لکھا تھا وہ واقعہ جس کا اس مضمون میں ذکر ہے اگرچہ بہت پرانا ہو چکا ہے اور خدا کرے اب کبھی بھی کسی بھی دینی مدرسہ میں ایسا واقعہ رونما نہ ہو مگر اس وقت بھی اس مضمون کی ضرورت نہ صرف اتنی ہے جتنی اس وقت تھی بلکہ اس سے بہت زیادہ ہے اس لئے اسے دوبارہ نذر ناظرین کیا جا رہا ہے ---- ادارہ)

دارالعلوم دیو بند اور مظاہر علوم سہارنپور جیسے اپنی قدیمی دینی درس گاہوں کو ہم نے ہمیشہ "دینی قلعے" کہا اور سمجھا ہے اور یہ واقعہ ہے کہ اس صدی میں ہمارے اس ملک میں دین کی خدمت و حفاظت کا سب سے بڑا کام انہی مدارس کے ذریعے انجام پایا ہے _______ دین کی جو خدمت جس شکل میں بھی اس دور میں کہیں ہوئی ہے یا اب ہو رہی ہے، اگر آپ اس کا شجرہ نسب معلوم کریں گے تو ماس کو بلا واسطہ یا بالواسطہ کسی دینی مدرسہ ہی کا فیض پائیں گے۔ تصنیف و تالیف، ارشاد و تبلیغ اور دینی خطابت و صحافت ان سارے ہی میدانوں میں جن جن شخصیتوں یا اداروں نے ہماری اس صدی میں دین کی کوئی واقعی خدمت ہمارے اس ملک میں کی ہے، ان میں سے ایک ایک کے بارے میں آپ تحقیق و تفتیش کریں تو یقیناً" اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ ان میں سے ہر ایک کا سلسلہ نسب کسی نہ کسی درس گاہ سے ملا ہوا ہے۔ اگر بالفرض اس نے خود کسی دینی مدرسہ کا باقاعدہ طالب علم بن کر نہیں پڑھا ہے تو علم دین میں ایسے اساتذہ سے ضرور استفادہ کیا ہے جو ان مدرسوں ہی کی پیداوار تھے۔

پھر جب اس پہلو پر بھی غور کیا جاتا ہے کہ ان مدارس نے یہ سارا کام زمانہ اور فضا کی کس درجہ ناموافقت، احوال و ظروف کی کیسی نامساعدت، مادی وسائل سے کتنی تہی دامنی اور کس قدر کسمپرسی کی حالت میں کیا، تو ان کے اس کارنامے کی عظمت سے دل اور بھی زیادہ متاثر ہوتا ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ جو کچھ ہوا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی

نصرت و تائید سے ہوا، لیکن عالم ظاہر مین اس کے کچھ اسباب بھی تھے اور وہ ان مدارس کی کچھ خصوصیات تھیں اور اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت و تائید بھی انہی سے وابستہ تھی ـــــ وہ خصوصیات ہماری نظرمیں یہ تھیں۔

(1) ان مدارس کے پہلے بانیوں نے (ان کی تربتوں پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں) ان کا مقصد صرف یہ قرار دیا تھا کہ ان میں تعلیم و تربیت کے ذریعے ایسے لوگ تیار کئے جائیں، جو میراث نبوت (علم دین) کے حامل و امین ہوں، اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی آخرت کی فلاح اور دین کی بقاء اور فروغ ان کا مطمع نظر ہو اور اپنی صلاحیت و استعداد کے مطابق دین اور علم دین کی خدمت و اشاعت ہی کو وہ اپنا نصب العین اور مشغلہ حیات بنائیں ـــــ ان مدارس کی فضا اور وہاں کی پوری زندگی ابتدائی دور میں اس مقصد سے پوری طرح ہم آہنگ تھی۔

(2) اساتذہ اسی نیت اور اسی جذبے سے پڑھاتے تھے اور ان کی سیرت اور پوری زندگی ان کی نیت کا مظہر ہوتی تھی اور ان کا یہ ظاہری و باطنی حال حسب صلاحیت و استعداد طلبہ کی طرف بھی متعدی ہوتا تھا۔

(3) ان مدارس میں یہ تعلیمی و تربیتی کام اسی قسم کی یکسوئی کے ساتھ ہوتا تھا جس طرح کی یکسوئی کے ساتھ خانقاہوں میں تزکیہ نفس اور سیرت سازی کا کام ہوتا تھا، اس لئے اس وقت کے طالبین علم باہر کی زہریلی ہواؤں سے بڑی حد تک محفوظ رہتے تھے، ان کے لئے بس ان کے باخدا اساتذہ اور اساتذہ کے اکابر ہی آئیڈیل اور قابل تقلید نمونہ ہوتے تھے اور ان کے نقش قدم پر چلنا اور ان کی صفات اپنے اندر پیدا کرنا ہی ان کا منتہائے نظر ہوتا تھا۔

(4) کتابی تعلیم کے ساتھ ان کی سیرتیں بھی ان مدرسوں میں ایک خاص سانچے میں ڈھلتی تھیں۔ وہ "عالم" ہونے کے علاوہ دین کے باوقار نمونے بھی ہوتے تھے اور کم از کم اپنے حلقہ واقفیت میں ان کا ایک خاص دینی اور اخلاقی اثر ہوتا تھا۔

اسی طرح ان مدارس میں دین کے مخلص صاحب سیرت اور با اثر خادم تیار ہوتے رہتے تھے اور مدرسوں کی طالب علمی سے فارغ ہونے کے بعد یہ حضرات اپنی اپنی صلاحیت و استعداد اور قابلیت و مناسبت کے مطابق خدمت دین کے کسی چھوٹے بڑے

کام میں لگ جاتے تھے -

ان میں سے بعض اپنے جذبہ اخلاق' اپنی خاص صلاحیت' مقصد سے عاشقانہ شغ اور اس کی راہ میں انتھک محنت و مشقت کی وجہ سے دین کا اتنا کام کرتے تھے جتنا آ کل بڑے بڑے اداروں سے نہیں ہو پاتا -

ہمارے نزدیک ان مدارس کے ابتدائی دور کی یہ تھیں وہ خصوصیات جن کی وج سے حالات کی ناموافقت اور وسائل سے تہی دامنی کے باوجود ان کے ذریعہ اتنا بڑا کا انجام پاسکا _____ لیکن اس دنیا کے عام قانون و دستور کے مطابق کچھ مدت کے بع ان خصوصیات میں انحطاط و اضمحلال آنا شروع ہوا _____ اب سے قریبا چالیس سال پہلے جب میں ان مدرسوں میں ایک طالب علم کی حیثیت سے پڑھتا تھا' ا وقت بھی ان خصوصیات میں کافی انحطاط آچکا تھا' اس لئے خود میں نے ان مدارس کا نقشہ نہیں دیکھا جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے' لیکن اپنے بعض اساتذہ کو اس کو یاد کرک روتے ہوئے دیکھا ہے _____ پھر بھی اتنے اثرات باقی تھے کہ جن میں کچھ بھ صلاحیت ہوتی تھی ان میں آخرت کی فکر و طلب دنیا کی فکر و طلب پر غالب رہتی تھی _____ اپنے لئے اپنے اساتذہ اور دینی اکابر ہی کو وہ آئیڈیل اور معیار و نمونہ سمجھ تھے اور ان کے نقش قدم پر چلنے اور ان کی صفات اپنے اندر پیدا کرنے کو وہ اپنی سب سے بڑی کامیابی اور سرفرازی سمجھتے تھے -

میرے زمانہ طالب علمی میں' بلکہ اس سے بھی کچھ پہلے یہ بیماری مدرسوں می آچکی تھی کہ بعض طلبہ کسی یونیورسٹی کے شعبہ السنہ مشرقیہ کا کوئی امتحان بھی نجی طور (بلکہ زیادہ تر مخفی طور پر) دے دیتے تھے' تاکہ ایک دنیوی سند بھی انہیں مل جائے ا کسی سکول یا کالج میں عربی یا فارسی کی معلمی کی ملازمت کا قانونی استحقاق انہیں حاصل جائے - لیکن ہمارے ان مدرسوں کی عام فضا میں اس کو بری نگاہ سے دیکھا جاتا تھا ا سمجھا جاتا تھا کہ یہ طالب علم "لائن بدلنے" کی تیاری کر رہا ہے _____ خود میرا واقعہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند کی طالب علمی سے پہلے جبکہ میں ایک چھوٹے مدرسے م متوسط درجہ کی کتابیں پڑھ رہا تھا' میرا ذہن اس طرف چلا میں نے پنجاب یونیورسٹی کے مولوی فاضل" کے امتحان کا ارادہ کیا اس وقت میرا اندازہ تھا کہ مجھے اس امتحان

لئے کوئی الگ محنت بالکل نہیں کرنے پڑے گی، میں بغیر کسی خاص تیاری کے بڑی آسانی سے کامیابی حاصل کرلوں گا۔ میں نے ارادہ کرلیا اور منصوبہ بنا لیا غالباً" کسی ساتھی سے استاد مرحوم (حضرت مولانا کریم بخش سنبھلی رحمہ اللہ) کو پتہ ہوگیا، حضرت مرحوم نے (اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ رحمت کا خاص معاملہ فرمائے) ایک دن بعد نماز مغرب مجھے بڑی درد مندی سے سمجھایا اور الحمد للہ میں نے اسی وقت طے کرلیا کہ اب ایسا نہیں کروں گا اور پھر ساری عمر کبھی اس کا وسوسہ بھی نہیں آیا۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اب سے قریباً" چالیس سال میرے زمانہ طالب علمی ہی میں بلکہ اس سے بھی کافی مدت پہلے ہمارے ان دینی مدارس کی دینی و روحانی خصوصیات میں بہت کچھ انحطاط آچکا تھا اور ظاہری و باطنی فساد کی لہروں سے یہ محفوظ نہیں رہے تھے، لیکن پھر بھی خیر کا بہت بڑا حصہ باقی تھا _ _ _ _ _ اپنے زمانہ طالب علمی کا ایک واقعہ ذکر کرتا ہوں۔

میں دارالعلوم دیو بند میں دورہ حدیث کے سال سے پہلے مشکوٰۃ شریف وغیرہ پڑھتا تھا، مشکوٰۃ شریف حضرت مولانا سراج احمد صاحب رشیدی رحمہ اللہ کے ہاں ہو رہی تھی۔ ایک دن دوران درس، شہر سے کوئی جنازہ نماز کے لئے دارالعلوم میں آگیا _ _ _ _ اطلاع ملنے پر وہاں کے دستور کے مطابق جنازہ کی نماز پڑھنے کے لئے سبق روک دیا گیا اور حضرت مولانا اور ہم سب نماز میں شرکت کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہماری جماعت میں 50,40 کے قریب طالب علم ہوں گے، ان میں سے صرف 6,5 وضو کرنے کے لئے مسجد کی طرف گئے، جن کو جاتا ہوا حضرت استاد (رحمہ اللہ) نے دیکھ لیا _ _ _ _ _ نماز سے فارغ ہو کر ہم لوگ سبق پڑھنے کے لئے پھر درسگاہ میں آگئے۔ حضرت استاد (رحمہ اللہ) نے بڑے ہی غمگین لہجہ میں اور آنسو بہاتے ہوئے فرمایا کہ اب ایسا وقت آگیا ہے کہ حدیث پاک کا سبق بھی ہمارے بعض طالب علم وضو کے بغیر پڑھتے ہیں۔ حضرت استاد اس پر کافی دیر تک روتے رہے۔

بس اسی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ان سے چالیس سال پہلے تک بھی ان مدارس میں کتنا خیر باقی تھا۔

لیکن اب حال کیا ہے؟ _ _ _ _ _ بے شک ان کی عمارتیں پہلے سے بہت

زیادہ شاندار ہیں، جہاں دو چار سو طالب علم ہوتے تھے وہاں اب ہزار دو ہزار ہیں، پہلے جن کا سالانہ آمد و خرچ ہزاروں کا ہوتا تھا، اب ان کا سالانہ بجٹ لاکھوں کا ہوتا ہے۔ لیکن 50،40 سال کی اس مدت میں جس رفتار سے ظاہر اور قالب نے یہ ترقیاں کی ہیں، افسوس ہے کہ اس سے کئی گنی رفتار سے ان کے باطن اور روح میں فساد اور بگاڑ آیا ہے۔

دینی مدارس کی جن دینی و روحانی خصوصیات کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، یہ واقعہ ہے کہ ان خصوصیات میں دارالعلوم دیو بند اور مظاہر علوم سہارنپور کا ایک خاص اور امتیازی مقام تھا، لیکن شیطنت اور شر و فساد کی کتنی بڑی مقدار اب ہمارے ان خاص الخاص "دینی قلعوں" میں بھی داخل ہو چکی ہے۔ اس کا اندازہ ان اسٹرائکوں اور ان اسٹرائکوں میں کی جانے والی سخت رسوا کن ان حرکتوں سے کیا جاسکتا ہے جو دارالعلوم دیو بند میں اب سے کچھ مدت پہلے اور مظاہر علوم سہارنپور میں اب سے چند ہی ہفتے پہلے وہاں کے طلبہ کی طرف سے ظہور میں آئیں۔

مظاہر علوم سہارنپور کا تازہ واقعہ خصوصیت کے ساتھ اس لئے زیادہ اہمیت رکھتا ہے کہ وہاں کے متعلق اس واقعہ کے ظہور سے پہلے کسی کو وہم و گمان بھی نہیں ہوسکتا تھا۔ خود مجھ سے اگر کوئی اس واقعہ سے پہلے کہتا کہ مظاہر علوم میں اس طرح کے واقعات کا خطرہ ہے، تو میں اپنے علم و وقفیت کی بناء پر اس کے امکان سے بھی انکار کر دیتا۔ لیکن آہ کہ واقعہ ہوا اور طلبہ کی خاصی بڑی تعداد نے اس حد تک بے راہ روی، شرپسندی، مفسدانہ ذہنیت اور دین و شریعت کے حدود بلکہ آئین شرافت سے بھی آزادی کا مظاہرہ کیا، جس کے علم میں آنے کے بعد سے واقعہ یہ ہے کہ دل قابو میں نہیں ہے اور روح کراہ کے عرض کر رہی ہے۔ یالیتنی مت قبل ھذا و کنت نسیا منسیا۔

مظاہر علوم کے اس واقعہ کا انتہائی افسوس ناک اور تکلیف دہ ایک پہلو یہ تھا کہ مدرسہ کے ذمہ داروں اور اپنے محترم اساتذہ و اکابر کے خلاف "جنگ" کرنے کے لئے انہوں نے اپنا لیڈر نہایت بدنام قسم کے شہر سہارنپور کے چند سیاسی پیشہ وروں کو بنایا تھا جن میں ایک صاحب غیر مسلم بھی تھے، بلکہ قیادت کی اصل باگ گویا انہی کے ہاتھ میں

تھی -

اس سے پہلے دارالعلوم دیو بند کے بعض طلبہ بھی اس " شرافت " اور " عقل مندی " کا تجربہ کرا چکے ہیں کہ جب ان کی شرارتوں کی بناء پر مدرسہ سے ان کو خارج کیا گیا، تو انہوں نے بعض کھلے اسلام دشمن عناصر کی سرپرستی میں آکر مدرسہ کے خلاف مقدمہ بازی شروع کردی - ع

" وائے گرپس امروز بود فردائے "

یہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کو صرف " اس زمانہ کے طلبہ کی بد طینتی " اور دنیا میں تیزی سے بڑھنے والے شر و فساد کا ایک ناگزیر اثر " کہہ کر اس کی ذمہ داریوں سے اپنے آپ کو بری اور ہلکا کرلینا اور اصلاح کے مسئلہ کو اس " معذرت " پر ختم کر دینا، یا خود اپنے نفس کا فریب ہے یا شیطان کا _ _ _ _ _ یہ عاجز خود بھی بعض مدارس سے ایک درجہ کا ذمہ دارانہ تعلق رکھتا ہے اور میرا یہ احساس ہے اور میں اس کا اعتراف ایماندارانہ فریضہ سمجھتا ہوں کہ دینی مدارس کے موجودہ شر و فساد کی ذمہ داری سے ہم لوگ بھی، جو ان کے ذمہ دار ہیں بری نہیں ہیں -

میرے نزدیک فساد کی جڑ یہ ہے کہ ان مدارس کے معاملات میں مدت سے ہمارا یعنی ذمہ داران مدارس کا نقطہ نظر بھی (شاید غیر شعوری طور پر) سراسر دنیا دارانہ ہوتا جا رہا ہے - اب ان دینی درس گاہوں کے اور ان کے وابستگان کے اولین مسائل وہی ہوگئے ہیں جو دنیوی درس گاہوں کے، بلکہ کارخانوں اور فیکٹریوں کے اور ان کے مزدوروں کے بھی ہیں -

اس عاجز کے نزدیک تو بس یہی ہے ہمارے مدارس کا اصل روگ اور علتہ العلل، پس اگر کچھ کرنا ہے تو اس بیماری کا علاج کرنا چاہئے - اس اجمال کی تفصیل انشاء اللہ آئندہ عرض کی جائے گی -

گزشتہ اشاعت کے انہی صفحات میں اسی عنوان کے تحت اپنے دینی مدارس کے ماضی و حال کے بارے میں کچھ لکھا گیا تھا اور بتایا گیا تھا کہ ان کا حال ان کے ماضی سے کس قدر مختلف ہو چکا ہے اور ان میں کتنا فساد اور بگاڑ آچکا ہے -

راقم سطور نے جہاں تک غور کیا ہے اس تغیر کے کئی اسباب ہیں لیکن ان میں

سب سے بڑا اور بنیادی سبب یہ ہے کہ ان دینی درس گاہوں کا جو اصل مقصد تھا ـــــ یعنی دینی تعلیم و تربیت کے ذریعہ علوم نبوت کے حامل و امین، انبیاء و مرسلین کے نائب و وارث اور دین کے مخلص خادم و محافظ پیدا کرنا ـــــ وہ مدت سے آنکھوں سے اوجھل ہوتا جا رہا ہے اور ان کا موجودہ نظام یعنی انتظامی و تعلیمی ڈھانچہ جو اس مقصد کے لئے صرف وسیلہ اور ذریعہ کے طور پر اختیار کرلیا گیا تھا۔ جس کی حیثیت روح اور حقیقت کے لئے زیادہ سے زیادہ بس قالب اور صورت کی تھی، اسی کو ہم نے گویا اصل مقصد بنا لیا ہے اور بس اسی کے بقاء و استحکام اسی میں توسیعات و ترقیات کے لئے ہم ساعی اور فکر مند ہیں اور اسی میں ترقی و اضافہ دیکھ دیکھ کے خود بھی خوش ہوتے ہیں اور روئیدادوں اور رپورٹوں میں اسی ترقی اور اضافہ کے اعداد شمار پیش کر کرکے ان درس گاہوں اور معاونوں اور ہمدردوں کو بھی یقین دلاتے رہتے ہیں کہ ہمارے یہ مدرسے خدا کے فضل سے برابر ترقی کر رہے ہیں اور اچھی رفتار سے ترقی کر رہے ہیں۔

اصل مقصد سے اسی غفلت و بے اعتنائی اور خود اپنے ذہنوں کی اسی تبدیلی کا نتیجہ ہے کہ روح اور حقیقت کے لحاظ سے ہمارے ان مدارس میں جو غیر معمولی انحطاط مختلف اسباب و اثرات کے تحت مدتوں پہلے سے پیدا ہو چکا ہے اور نہایت تیز رفتاری سے بڑھ رہا ہے اس کا جیسا احساس اور دکھ اور اس کے علاج و انسداد کے لئے جیسی فکر مندی اور بے چینی ان کے ذمہ داروں کو ہونی چاہئے تھی وہ ان میں نہیں ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اکثر و بیشتر کو تو اس کا احساس بھی نہیں ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اس وقت صورت یہ ہے کہ ہمارے ان مدارس کے چلانے والوں کی ساری توجہات یا تو ان کے مالیات و انتظامات پر صرف ہوتی ہیں یا مقررہ نصاب تعلیم کے کسی طرح پورا ہو جانے پر، لیکن طلبہ کی دینی تربیت و سیرت سازی، ان کے دلوں میں اصل مقصد کی لگن پیدا کرنے اور ان کے ظاہر و باطن کو مقصد کے مطابق ڈھالنے کا کام گویا بالکل ہی نظر انداز ہوگیا ہے، حالانکہ یہی چیز دراصل ان مدارس کے سارے کام اور نظام کی اصل روح تھی، لیکن اب اس سے اتنی غفلت برتی جا رہی ہے کہ بیچارے طلبہ کا تو

ذکر ہی کیا، اساتذہ و معلمین کے انتخاب میں بھی یہ مقصد بطور معیار کے سامنے نہیں رکھا جاتا، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب ان کے مدرسین کی بڑی تعداد بھی اس مقصد سے بیگانہ اور خالی ہے، بلکہ ان میں سے بہت سوں کی تو سیرت اور زندگی اس مقصد سے میل ہی نہیں کھا سکتی، وہ ان مدرسوں سے بس ایک معاشی مشغلہ کے طور پر وابستہ ہیں، اس صورت حال نے ہمارے اچھے اچھے مدارس کے ماحول کو قطعاً" بے روح بلکہ خاصی حد تک مقصد کے منافی بنا دیا ہے اور وہ تعلیم دین کے "کارخانے" بنتے چلے جا رہے ہیں، طالب علموں میں شاذ و نادر ہی ایسے ہوتے ہیں جو اپنے گھروں سے اس مقصد کا شعور اور اس کی لگن لے کر آتے ہوں، عام طور سے ہمارے دینی مدارس جن طلبہ سے آباد ہیں ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ سوچ سمجھ کے اور دنیا کے مقابلہ میں دین اور آخرت کو ترجیح دے کر ہمارے ان مدرسوں میں علم دین حاصل کرنے کے لئے نہیں آتے بلکہ اپنے خاص خانگی یا خاندانی حالات کی مجبوری سے ان مدارس میں داخل ہو جاتے ہیں یا داخل کر دیئے جاتے ہیں، جہاں نہ صرف یہ کہ ان کو تعلیم کی کوئی فیس ادا نہیں کرنی پڑتی بلکہ ان کے کھانے، کپڑے اور رہنے سہنے کا کفیل بھی مدرسہ ہو جاتا ہے، پڑھنے کے لئے کتابیں تک مدرسہ مہیا کرتا ہے _ _ _ _ _ اگر مدارس کی فضا مقصد سے ہم آہنگ ہوتی اور طلبہ میں مقصد کا شعور اور اس کی لگن پیدا کرنے کا اہتمام ہوتا، اساتذہ پر مقصد کا رنگ غالب ہوتا تو یہ آنے والے طلب علم اپنی اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق اس رنگ میں رنگتے چلے جاتے، ان کے سامنے بطور نصب العین اور مقصد حیات کے یہ بات ہوتی کہ ہمیں دین اور علم دین کی خدمت ہی کے لئے مرنا جینا ہے اور ہم اسی کے لئے وقف ہیں، یہ بلند اور پاکیزہ نصب العین گندگیوں اور پستیوں میں گرنے سے خود ان کی حفاظت کرتا اور تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی سیرتیں بھی اس مقصد کے سانچہ میں ڈھلتی رہتیں۔

لیکن اب صورت بالکل اس کے برعکس ہے، جیسا کہ عرض کیا گیا اساتذہ کی بڑی تعداد خود اس مقصد سے بیگانہ ہے اور مدارس کا ماحول بھی اس مقصد کا شعور اور جذبہ پیدا کرنے میں نہ صرف یہ کہ کوئی مدد نہیں دیتا بلکہ کسی حد تک غلط رجحانات اور دنیا پرستانہ جذبات پیدا ہونے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ پھر ان طلبہ کے سامنے کوئی اچھا دنیوی

مستقبل بھی نہیں ہوتا، اس طرح ہمارے مدرسوں میں زیادہ تر پڑھنے والوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ نہ ان کے سامنے کوئی اعلیٰ اور پاکیزہ دینی نصب العین ہوتا ہے نہ دنیوی مستقبل کے بارے میں کوئی اچھی امید، انسانی نفسیات سے جس کو ذرا بھی واقفیت ہو وہ سمجھ سکتا ہے کہ ایسی صورت میں جو بھی بگاڑ پیدا ہو وہ خلاف توقع نہیں۔

بہرحال اس عاجز کے نزدیک مدارس کے سارے شر و فساد کی بنیادی جڑ یہی ہے کہ اصل مقصد فراموش کردیا گیا ہے اور اس نے انتظامی و تعلیمی نظام کو جو صرف وسیلہ اور ذریعہ تھا مقصد کی جگہ دے دی گئی ہے، اس لئے اصلاح اس کے بغیر ممکن نہیں کہ اس صورت حال کو بدلا جائے اور اصل مقصد کو پھر سے ان مدارس کے نظام میں اس طرح جاری ساری کیا جائے جس طرح کسی زندہ انسان کے جسمانی نظام میں اور اس کے ایک ایک عضو میں اس کی روح جاری و ساری رہتی ہے اور اس نقطہ نظر سے ان کے نظام کی پوری صفائی اور تجدید کی جائے اور ان کا ماحول ایسا بنایا جائے جو خود بخود اصل مقصد کا شعور اور اس کی لگن پیدا کرے اور طلبہ کے ذہن و مزاج اور ان کی سیرتوں کو اس کے مطابق بنائے، اساتذہ کے انتخاب میں سب سے زیادہ اہمیت اسی معیار کو دی جائے اور جو لوگ اس لحاظ مناسب اور مفید نہ سمجھے جائیں ان سے کام نہ لیا جائے، اسی طرح انتظامی عملہ بھی ایسا ہو جو اس مقصد سے کچھ میل کھاتا ہو، طلبہ صرف وہ رکھے جائیں جو اس مقصد کو اپنا لیں اور ان میں اس کی صلاحیت بھی محسوس ہو اگرچہ ان کی تعداد کم سے کم ہو ــــــــ یہ صرف اصولی اشارات ہیں۔ تفصیلا عمل کے وقت طے کی جاسکتی ہیں۔

اس ناچیز کو اس کا پورا اندازہ ہے کہ بحالات موجودہ مدارس کے نظام کی صفائی اور تجدید کا یہ کام کتنا مشکل اور کٹھن ہے اور اس کو بروئے کار لانے کے لئے کتنی بڑی بڑی تبدیلیاں کرنی پڑیں گی جن کی امید دو چار مدرسوں سے بھی نہیں کی جاسکتی، لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ اصلاح کا کوئی دوسرا آسان راستہ نہیں ہے، اگر ہمیں ان مدارس کو دینی تعلیم گاہوں کی حیثیت سے باقی رکھنا ہے اور ان سے وہ کام لینا ہے جس کے لئے ہمارے بزرگوں نے یہ قائم کئے تھے تو ہمیں اس مشکل اور سخت مشکل کام کا فیصلہ کرنا ہی پڑے گا۔

راقم السطور کا پورا یقین ہے کہ اگر اس وقت عزم و ہمت سے کام لے کر یہ تجدیدی عمل نہ کیا گیا اور ہمارا رویہ یہی رہا کہ جب کسی مدرسہ میں کوئی شورش برپا ہوئی تو کچھ سہولتیں و مراعات دے کے یا کچھ انتظامی اقدامات کرکے وقتی طور پر اس سے نمٹ لیا گیا تو خدانخواستہ مستقبل قریب ہی میں ان کے حالات اتنے ابتر ہو جائیں گے کہ پھر ان پر کوئی قابو نہیں پایا جاسکے گا، اس کے بعد جلد ہی وہ وقت آجائے گا جب مسلمانوں کا وہ مذہبی طبقہ جو ان مدارس کے وجود کو ایک دینی ضرورت اور بزرگوں کا متبرک ترکہ سمجھ کر اب تک ان کا بوجھ اٹھا رہا ہے اور لاکھوں، کروڑوں کے ان کے اخراجات اپنے چندوں اور عطیوں سے پورے کر رہا ہے، وہ ان سے مایوس اور سخت بیزار ہو جائے گا، اس وقت ان مدرسوں کے چلانے والوں کے سامنے ان کو باقی رکھنے اور چلانے کی ایک ہی صورت ہوگی وہ یہ کہ ان کے ناموں اور ان کے اوقاف کی رعایت سے ان میں برائے نام دینی تعلیم کا کچھ سلسلہ باقی رکھتے ہوئے ان کو دنیوی تعلیم گاہیں بنا دیا جائے اور بس حکومت ان کی امداد سے ان کو چلایا جائے - - - - - اسی ہندوستان کے بعض بڑے اور مشہور تاریخی دینی مدرسے جن کا کسی وجہ سے یہ انجام ہو چکا ہے ہمارے سامنے ہیں۔ - - - - مستقبل کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے لیکن یہ ناچیز حالات کا رخ دیکھتے ہوئے یقین کے ساتھ یہی سمجھ رہا ہے اور اسی لئے مدارس کے نظام کی صفائی اور تجدید والی تجویز پیش کر رہا ہے جو بلاشبہ بہت مشکل ہے لیکن کسی بڑی تباہی سے بچنے کے لئے اگر پہاڑوں اور خطرناک دریاؤں سے گزرنا ناگزیر ہو تو عزم و ہمت کے ساتھ اس کا فیصلہ کرنا چاہئے - - - - - اگر کسی ایک مدرسہ کے ذمہ دار اور ارباب بست و کشاد اس کا فیصلہ کرلیں تو کم از کم اپنے مدرسہ کی حد تک تو وہ کر ہی سکتے ہیں۔

ٹیکس کی شرعی حیثیت قسط ۲

مولانا ذاکر حسن نعمانی

ٹیکس پر جن کتابوں میں بحث ہوئی ہے - ان میں ایک کتاب امام الحرمین الجوینی کی غیاث الامم ہے - دوسری امام غزالی کی شفاء الغلیل ہے - غیاث الامم تو تلاش بسیار کے بعد مل گئی لیکن شفاء الغلیل میسر نہ ہوسکی - غیاث الامم میں اس موضوع پر کافی مواد موجود ہے - امام الحرمین الجوینی فرماتے ہیں - سب مسلمانوں کا اجماع ہے - کہ غریب لوگوں کی مدد کرنا اغنیاء کے ذمہ ہے - اسی طرح مردوں کی تجہیز و تکفین وغیرہ لکھتے ہیں -

22 فلاح علی ابلغ وجه فی الایضاع انه یحب علی الاغنیاء فی هذ القسم ان یبذلوا فضلات اموالهم - یہ بات بالکل واضح ہے اغنیاء پر ان کے زائد اموال میں غریبوں کی مدد لازم ہے - ایک اور مقام پر لکھتے ہیں جب کفار کی طرف سے حملے کا خطرہ نہ ہو - لیکن صرف جہاد کی تیاری کے لئے کیا امام دولت مندوں کو اس بات کا مکلف بنا سکتا ہے - کہ وہ اپنے اموال کو آلات جہاد میں صرف کریں - لکھتے ہیں - 23 ان الامام یکلف الاغنیاء من بذل فضلات الاموال ما یحصل به الکفایته والغناء - بان اقامته الجهاد فرض علی العباد فتوجیه الاجنار علی اقصی الامکان والاجتهاد فی البلاد مختوم لا تساهل فیه - امام مالدار لوگوں کو ان کے زائد اموال کے خرچ کا بقدر ضرورت مکلف بنا سکتا ہے - کیونکہ جہاد لوگوں پر فرض ہے - حتی الامکان لشکروں کی تیاری شہروں میں ضروری ہے - اس میں سستی نہیں کرنی چاہئے -

مزید فرماتے ہیں - 24 والجماعته فی ذالک انه اذا المت ملمته و اقتضی المامها مالا” فان کان فی بیت المال مال استمدت کفایتها من ذالک المال و ان لم یکن فی بیت المال نزلت علی اموال کافته المسلمین - اگر مسلمان پر کوئی ایسی مصیبت آئے جس کے لئے مال کی

ضرورت ہو تو بیت المال سے مدد لی جائے گی اگر بیت المال میں رقم نہ ہو تو تمام مسلمانوں کے اموال سے اس کا تدارک کیا جائے گا۔ فرماتے ہیں۔ 25 ولا اعرف خلافا ان سد خلات المضطرین فی سنی المجاعات محتوم علی الموسرین۔ مجھے اس بات میں کسی کا خلاف معلوم نہیں کہ قحط سالی میں محتاجوں کی حاجات کا پورا کرنا اغنیاء پر لازم ہے۔

چند صفحے آگے فرماتے ہیں۔ 26 فاذا لم تصارف فی بیت المال مالاً اضطررنا لتمهید الدین و حفظ حوزه المسلمین الٰی الاخذ من اموال المسلمین جب بیت المال میں مال نہ پائیں تو مسلمانوں کی جماعت اور دین کی حفاظت کے لئے مجبوراً مسلمانوں کے اموال سے لیا جائے گا۔

علامہ شاطبی ؒ فرماتے ہیں۔ 27 انا اذا قررنا اماماً مطاعا مفتقراً الٰی تکثیر الجنود لسد الشغور و حمایته الملک المتسع الاقطار و خلا بیت المال و ارتفعت حاجات الجند الٰی مالا یکفیهم فللا مام اذا کان عدل ان یوظف علی الاغنیاء مایراه کافیاً لهم فی الحال الٰی ان یظهر مال فی بیت المال۔ جب بادشاہ کا وسیع ملک کی حفاظت سرحدات کے دفاع اور فوج کے بڑھانے کی طرف احتیاج پیدا ہو اور بیت المال خالی ہو اور حاجت پوری نہ ہوتی ہو تو عادل بادشاہ مالدار لوگوں پر حسب ضرورت ٹیکس لگائے۔ یہاں تک کہ بیت المال میں مال آجائے۔ امام غزالی ؒ فرماتے ہیں۔ 28 فان قیل فتوظیف الخراج من المصالح فهل الیه سبیل ام لا۔ قلنا لا سبیل الیه مع کثرة اموال فی ایدی الجنود۔ اما اذا خلت الایدی من الاموال ولم یکن من مال المصالح ما یغینئی بخراجات العسکر و لو تفرق العسکر واشتغلوا بالکسب لخیف دخول الکفا ربلا دارلاسلام او خیف ثوران الفتنته من اهل العرا منته فی بلاد الاسلام فیجوز للامام ان یوظف علی الاغنیاء مقدار کفایته الجند۔ جب لشکر کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ ان کے اخراجات پورہ ہو سکیں اور اگر لشکر کمائی میں مشغول ہو جائے جس کی وجہ سے دشمن کی چڑھائی یا اہل شہر کے

فتنہ کا خوف بلاد اسلام میں پیدا ہو جائے تو بادشاہ فوج کے لئے حسب ضرورت مالداروں پر ٹیکس عائد کرسکتا ہے۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ قیدیوں کو آزاد کرنا واجب ہے۔ لکھے ہیں۔ 29 ام بفکھم و جری بذالک عمل المسلمین والعقد به الاجماع و یجب فک الاسارٰی من بیت المال فان لم یکن فھو قرض علی کافته المسلمین۔ حضورؐ نے قیدیوں کے چھڑانے کا حکم دیا ہے اور مسلمانوں کا یہی عمل ہے اور اس پر اجماع ہے۔ مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ مثال کے طور پر اگر مسلمان فوجیوں کو کوئی لڑائی میں قیدی بنا دے جیسا کہ 1971ء کی پاک بھارت جنگ میں ہوا تھا تو ان قیدیوں کا چھڑانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ اس کے لئے لازماً رقم کی ضرورت ہوگی تو بادشاہ وقت اس کے لئے لوگوں پر ٹیکس عائد کرسکتا ہے۔ امام المرغینائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ غیر مملوک نہر جن کے ساتھ تمام لوگوں کی مصلحت وابستہ ہو اس کا کھودنا اور بنانا بیت المال کے ذمہ ہے اور بیت المال سے خراج اور جزیہ کی رقم کے لئے ہوتی ہے۔ اگر بیت المال خالی ہو تو امام لوگوں کو مجبور کرے گا کہ اس نہر کو بناؤ تاکہ ان کی مصلحت فوت نہ ہو۔ لکھتے ہیں۔

30 فان لم یکن فی بیت المال شئی فالامام یجبر الناس علی کریه احیاء المصلحته العامته اذ لا یقیمونھا فانسھم۔ کیونکہ حکومت کے بغیر خود لوگ یہ کام نہیں کرسکتے۔ آگے لکھتے ہیں۔

الا انه یخرج له من کان یطیقه و یجعل مونته علی المیاسیر الذین لا یطیقونه فانسھم۔ لیکن اس کے بنانے کے لئے ایسے لوگوں کو مقرر کرے جو کھدائی وغیرہ کا کام خود کرسکتے ہوں اور ان کا خرچہ مالدار برداشت کریں گے۔ عنایہ شرح ہدایہ میں ہے۔

31 و یجعل مونته ای مونته من یطیق علی المیاسیر الذین لا یطیقونه بانسھم کما یفعل ذالک فی تجھیز الجیوش فانه یخرج من کان یطیق القتال و یجعل مونته علی الاغنیاء۔ یعنی نہر کی کھدائی کا خرچہ مالدار برداشت کریں گے جیسے لشکر کی تیاری میں جو جنگ لڑے اس کا خرچہ اغنیاء کے ذمہ ہوگا۔

صاحب ھدایہ کتاب الکفالتہ میں فرماتے ہیں امام النوائب نان ارید بھا مایکون ککری النھر المشترک و اجرالحارس الموظف لتجہیز الجیش وفداء الاساریٰ وغیرھا ۔ جو محصول مشترک نہر کھودنے کیلئے پہرہ دینے والوں کی تنخواہ کے لئے فوجیوں کی اجرت اور قیدیوں کے چھڑانے کے لئے حکومت عائد کرے ۔

ابن الھمام وجہ بیان کرتے ہیں لا نھا واجبتہ علی کل مسلم موسر بابجاب طاعتہ ولی الامر فیمافیہ مصلحتہ المسلمین
(فتح القدیر) ج 334/6

یعنی ہر مالدار مسلمان پر اس محصول کا ادا کرنا واجب ہے کیونکہ حاکم کی اطاعت ان امور میں واجب ہے جن میں مسلمانوں کی بھلائی ہو ۔

علامہ ابن بجیم نے بھی ابحرا الرائق ج 8 ص 213 میں الفاظ کے معمولی رد و بدل کے ساتھ یہی مضمون ذکر کیا ہے ۔ شیخ الھند مولانا محمود حسن ؒ ترمذی کے باب (32) ماجاء اذا ادیت الزکواۃ فقد قضیت ما علیک کے ضمن میں فرماتے ہیں ۔ اللہ کے حق کو ادا کیا اور حقوق العباد مثل بیوی، اولاد، والدین کا نفقہ اور قرض ابھی باقی ہے یا یہ مطلب کہ اللہ کا حق معین ادا کردیا ۔

واما غیر المعین مثل الطعام البائس والفقیر والیتیم وابن السبیل، و اداء حاجتہ بیت المال اذا کان خالیا خباق بعلہ، غیر معین جیسے تنگ دست فقیر، یتیم اور مسافر کو کھلانا اور بیت المال کی حاجت پوری کرنا جب خالی ہو ۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیت المال جب خالی ہو تو زکواۃ کے علاوہ غیر معین حق مال میں موجود ہے ۔ بیت المال کی یہ حاجت ٹیکس ہی کے ذریعے پوری ہوگی ۔

عبداللہ ابن عمر بن سلیمان الزمیمی لکھتے ہیں ۔ 33 و منھا یفرضہ الامام علی الاغنیاء عند الضرورۃ و عجز بیت المال لصرفہ علی شؤن اللولہ والرعیتہ الضروریتہ مثل نفقات الجند والسلاح و سد حاجات المحتاجین و غیر ذالک ۔

بیت المال کے ذرائع آمدنی میں یہ بھی ہے کہ بیت المال جب خالی ہو تو حکومت

اور رعایا کی ضروریات جیسے فوج کا نفقہ و اسلحہ اور محتاجوں کی حاجات وغیرہ پورا کرنے ک لئے امام مالدار لوگوں پر ٹیکس لگاتا ہے - ابن حزم فرماتے ہیں - 34 قال ابو محمد و فرض علی الاغنیاء من اھل کل بلدان یقوموا بفقراء ھم و یجبرھم السلطان علی ذالک ان لمہ تقم الزکواۃ بھم ولا فی سائ اموال المسلمین بھم - ہر شہر کے مالدار غرباء کا خیال رکھیں اور فقراء کی اعان کرنے پر بادشاہ اغنیاء کو مجبور کرسکتا ہے - اگر ان کی ضروریات زکواۃ وغیرہ سے پوری ہوتی ہوں اور آیت بطور دلیل پیش کی ہے - و ات ذا القربی حقہ والمسکین و ابن السبیل -

اس سے معلوم ہوا کہ اگر بادشاہ کو ملکی ضروریات پوری کرنی ہیں اور بیت الما خالی ہے تو مالداروں کو مجبور کر سکسا ہے - سید قطب لکھتے ہیں - 35 ایسے حالات می جبکہ زکواۃ کی آمدنی کافی نہ ہو اسلام کے ہاتھ باندھے ہوئے نہیں ہیں - اس نے صاحب امر کو سرمایہ پر ٹیکس لگانے کے وسیع اختیارات دیئے ہیں - وہ سرمایہ میں سے اس قد طلب کرلینے کا مجاز ہے - جس قدر کہ اصلاح حال کے لئے ضروری ہے -

مولانا حفظ الرحمٰن سوہاروی فرماتے ہیں - 36 اسلام کے دستوری نظام میں خراج جزیہ [illegible] زکواۃ اس قسم کے محاصل اس غرض سے مقرر کئے گئے ہیں کہ وہ پبلک کی انفرادی اور اجتماعی ضروریات کے کام آئیں - اس لئے وہ عام طور پر مزید ٹیکس عا کرنے کو جائز نہیں سمجھتا - البتہ اگر بیت المال کے یہ مسطورہ بالا محاصل ان ضروریات ناکافی ہوں یا ہنگامی اہم اجتماعی ضروریات ان محاصل سے فاضل آمدنی کے بغیر پوری ہوسکیں تو عدل و انصاف کے ساتھ ہنگامی محاصل (EME[illegible]JENE A) اغنیاء اور ا ثروت پر عائد کئے جاسکتے ہیں - اسی صفحہ کے آخر میں لکھتے ہیں جس طرح غرباء ضرورت پورا کرنے کے لئے خصوصی ٹیکس عائد ہوسکتا ہے - اسی طرح جہاد اور دوس ضروریات کے لئے بھی عائد ہو سکتا ہے - مولانا حامد انصاری فرماتے ہیں - 37 وہ مالی ا جو امیروں سے غریبوں کے لئے وصول کی جاتی ہے - امداد باہمی کا یہ ٹیکس اس وقت جاتا ہے جب سوسائٹی اپنی مرضی سے معاشی قوانین پر عمل نہیں کرتی اور سرمایہ دار ط دولت جمع کرکے عوام کے غربت کا سبب بن جاتا ہے - اگر کھاتے پیتے لوگ معاشی تواز

برقرار رکھنے میں معاون نہ ہیں تو یہ ٹیکس جبرا" وصول کیا جائے گا سید مودودی مرحوم سے سوال کیا گیا کہ وہ ایسے کون سے ٹیکس ہیں - جو ایک اسلامی ریاست اپنے شہریوں سے ازروئے قرآن و سنت وصول کرنے کی مجاز ہے - جواب میں لکھتے ہیں - 38 قرآن و سنت نے ٹیکسوں کا کوئی نظام تجویز نہیں کیا ہے - بلکہ مسلمانوں پر زکواۃ بطور عبادت اور غیر مسلموں پر جذیہ بطور علامت اطاعت لازم کرنے کے بعد یہ بات حکومت کی صوابدید پر چھوڑ دی ہے کہ جیسی ملکی ضروریات ہوں ان کے مطابق باشندوں پر ٹیکس عائد کریں - خراج اور محاصل درآمد برآمد اس کی ایک مثال ہے - جنہیں قرآن و سنت میں شرعا" مقرر نہیں کیا گیا تھا اور حکومت اسلامی نے اپنی صوابدید کے مطابق انہیں خود مقرر کیا اس معاملہ میں اصل معیار ملک کی. حقیقی ضروریات ہیں اگر کوئی فرمان روا اپنے تصرف میں لانے کے لئے ٹیکس وصول کرے تو حرام ہے اور ملکی ضروریات پر صرف کرنے کے لئے رضامندی سے ان پر عائد کرے تو حلال ہے -

آیات سے استدلال :-

39 و تعاونوا علی البر و التقوٰی اور آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیز گاری پر - ٹیکس کا مقصد مفاد عامہ اور امداد باہمی ہے - 40 و اعدوا الھم ما استطعتم من قوہ و من رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللّٰہ و عدو کم و آخرین من دونھم لا تعلمو نھم اللّٰہ یعلمھم اور تیار کرو ان کی لڑائی کے واسطے جو کچھ جمع کرسکو قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے کہ اس کے ذریعے سے تم رعب جمائے رکھو ان پر جو کہ اللہ کے دشمن ہیں اور ان کے علاوہ دوسروں پر بھی جن کو تم نہیں جانتے ان کو اللہ ہی جانتے ہیں - مسلمان کا دشمن اللہ اور رسول کی نافرمانی سے نہیں ڈرتا بلکہ اسلحہ دیکھ کر ڈرتا ہے اس لئے اسلحہ کی دوڑ میں ہر غیر مسلم ملک سے بڑھنا ضروری ہے - 41 یایھا الذین آمنوا اصبروا و صابروا و رابطو واتقوا اللّٰہ لعلکم تفلحون - اے ایمان والوں خود صبر کرو اور مقابلے میں صبر کرو اور مقابلے کے لئے مضبوط رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پورے کامیاب رہو - 42 و تجاھدون فی سبیل اللّٰہ باموالکم و انفسکم

اور اور لڑو اللہ راہ میں اپنے مال سے اور اپنی جان سے - ان آیات میں جہاد کے بارے میں ذکر ہے - جس میں جان و مال کی قربانی ہے - اس کے لئے دو راستے ہیں - یا تو لوگ خوشی کے ساتھ مالی تعاون کریں یا حاکم مالدار لوگوں پر ٹیکس لگائے -

فقہی قواعد سے استدلال :-

47 الضرر الاشد یزال بالضرر الاخف بڑی مصیبت سے بچنے کے لئے چھوٹی مصیبت برداشت کرنی پڑے گی - امام غزالی رحمہ اللہ نے اس قاعدہ کے تحت ٹیکس کے جواز کا حکم دیا ہے - عبارت گزر چکی ہے - اس قاعدہ کی تفریع میں یہ مسئلہ مذکور ہے - و حوب النفقات فی مال الموسرین لا صولهم و فروعهم - مالدار لوگوں کے مال میں ان کے اصول (باپ دادا) اور فروغ (اولاد) کے لئے نفقہ واجب ہے -

44 الضرورت تبیح المحظورات - ضرورت کے وقت ناجائز کا ارتکاب جائز ہوتا ہے - کسی کا مال جبراً لینا ناجائز ہے - لیکن ضرورت کے وقت حاکم مالدار آدمی سے بقدر ضرورت لے سکتا ہے -

45 التصرف علی الرعیته منوط بالمصلحته - رعایا میں تصرف مصلحت کے تحت ہوگا - اس قاعدہ کی تشریح کرتے ہوئے احمد الزرقاء لکھتے ہیں - ان نفاذ تصرف الداعی علی الرعیته و لزومه علیهم شاؤوا او ابوا معلق و متوقف علی وجود الثمره والمنفعته فی ضمن تصرفه دینیته کانت او دنیویته فان تضمن منفعته ما وجب علیهم تنفیذه و الا رد لان الراعی ناظر -

راعی (نگہبان) کا رعلیا پر تصرف اور نفاذ رعلیا چاہے یا نہ چاہے - یہ مصلحت اور فائدہ پر موقوف ہے - فائدہ عام ہے - دینی ہو یا دنیاوی - اگر کسی حکم کے نافذ میں فائدہ ہو تو نفاذ واجب ہے ورنہ نہیں - کیونکہ راعی فائدہ اور نقصان پر نظر رکھتا ہے راعی کے بارے میں لکھتے ہیں - عاماً کان کالسطان الاعظم او خاصاً کمن دونه من العمال - راعی عام ہے جیسے وزیراعظم یا اس سے کم گورنر وغیرہ - اس قاعدہ اور

تشریح سے ثابت ہوا کہ مصلحتاً" اور مفاد عامہ کے لئے حاکم وقت اغنیاء پر ٹیکس عائد کرسکتا ہے۔

ٹیکس کی ادائیگی کیساتھ زکواۃ سے ذمہ فارغ نہیں ہوتا

جیسا کہ ذکر کردیا گیا ہے کہ زکواۃ اور ٹیکس میں فرق ہے۔ اس لئے اگر کوئی ٹیکس ادا کردے تو زکواۃ اس سے ساقط نہیں ہوگی۔ کیونکہ فریضہ باری تعالیٰ ہے زکواۃ لازماً" ادا کرے گا۔ دكتور وهبته الزخيلي کی عربی عبادت کا ترجمہ اس کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں۔ 46 ٹیکس زکواۃ کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ زکواۃ مسلمان پر فرض عبادت اور مال کا شکریہ ہے۔ جبکہ ٹیکس میں یہ باتیں نہیں۔ زکواۃ میں نیت شرط ہے اور ٹیکس میں نہیں زکواۃ کو شریعت نے ایک اندازے سے مقرر کیا ہے اور ٹیکس حکومت کی صوابدید پر ہوتا ہے۔ زکواۃ دائمی حق ہے۔ ٹیکس وقتی اور حسب ضرورت ہے۔ زکواۃ کے اپنے خاص مصارف ہیں۔ فقیر، مسکین وغیرہ اور ٹیکس ریاستی ضروریات میں صرف ہوتا ہے۔

اشکال :-

حدیث میں چونگی وصول کرنے والے پر سخت وعید ہے۔ چونگی وصول کرنا ٹیکس کی ایک شکل ہے۔ اسی لئے قاضی ابی ـعلی حنبلی فرماتے ہیں۔ 47 فاما اعشار المنتقلته فی دارالاسلام من بلدالی بلد فمحرمته لا یبیحها شرح ولا یسوغها اجتهاد ولا هی من سیاسیات العدل و قلما تکون الا فی البلاد الجائرة و لذلک قال رسول اللہ ﷺ لا یدخل الجنته صاحب مکس و فی لفظ آخران صاحب المکس فی النار یعنی العاشر و فی لفظ آخران صاحب المکس فی النار یعنی العاشر و فی لفظ آخر اذا لقیتم عاشراً" فاقتلوه۔ شہروں کے اندر مال لے جانے والوں سے چونگی وصول کرنا شریعت، اجتہاد اور عادلانہ سیاست کے منافی ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چونگی وصول کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا

- چونگی وصول کرنے والا آگ میں ہوگا - یعنی عاشر جب تم عاشر سے ملو تو اس کو قت کردو - جواب :- ہماری بحث صحیح جائز اور عادلانہ ٹیکس کے بارے میں ہے - علاوہ ازی مکس کا معنی صرف ٹیکس نہیں بلکہ بیچ میں قیمت گھٹانے کے معنی بھی ہیں - خرید فروخت میں نقصان پہنچانا' لہٰذا احادیث متعدد معانی کا احتمال پید ہوا - اذا جا الاحتمال بطل الاستدلال جب متعدد احتمالات پیدا ہوئے تو ان احادیث ٹیکس کے عدم جواز پر استدلال صحیح نہیں -

ٹیکس چوری

جب صحیح جائز عادلانہ ٹیکس کا نفاذ حاکم وقت نے کردیا تو اب ٹیکس کی چوری کر جائز نہیں کیونکہ ملکی معیشت نظم مملکت اور مفاد عامہ کو سخت نقصان ملے گا - امیر کی اطاعت بھی ضروری ہے - لہٰذا ٹیکس چوری قانونی اور شرعی جرم ہوگا -

خلاصہ و تنبیہ

حاکم وقت بوقت ضرورت بقدر ضرورت صرف مالدار لوگوں پر ٹیکس عائد کرسکتا ہ - اگر ضرورت دائمی اور مستقل ہو تو ٹیکس کا نفاذ بھی دائمی ہوگا - اہل علم حضرات اور تمام قارئین سے عرض ہے کہ مقالہ ھذا صحیح جائز اور عادلانہ ٹیکس کے جواز میں ہے - موجودہ نظام ٹیکسیشن کی تائید و توثیق نہیں - کیونکہ اس میں بڑی خرابیاں موجود ہیں -

---

(23) غیاث الامم ص 193

(24)ص 203

(25)ص 205

(26)ص 212

(27)الاعتصام امام شاطبی ج 2 ص 121 المکتبہ التجاریتہ مصطفیٰ احمد الباز مک المکرمتہ

(28)المستصفیٰ امام غزالی ج 1 ص 303

(29)الجامع لاحکام القرآن امام قرطبی ج 2 ص 23

(30)ھدایہ ج 4 ص 487

(31)حاشیہ فتح القدیر ج 9 ص 15

(32)التقریر الترمذی ج 1 ص 20 ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

(33)الامامتہ العظمی عبداللہ بن عمر بن سلیمان الرمیمی ص 352 دار طیبہ ریاض
الطبعۃ الاولیٰ 1307 ھ 1987 م

(34)المحلی ابن حزم ص 452

(35)اسلام کا نظام عدل مترجم نجات اللہ صدیقی ص 268

(36)اسلام کا اقتصادی نظام حفظ الرحمٰن سوہاروی ص 123,122 ندوۃ المصنفین
دہلی 1959ء

(37)اسلام کا نظام حکومت مولانا حامد انصاری ص 404 زاہد بشیر پرنٹر لاہور

(38)اسلامی ریاست سید ابوالاعلیٰ مودودی ص 497 اسلامک پبلکیشنز لمیٹڈ لاہور
1993ء

(39)المائدہ / 2

(40)الانفال / 60

(41)آل عمران / 200

(42)الصف /11

(43)شرح القواعد الفقہیہ احمد الزرقاء ص 145 دارالغرب اسلامی 1403ھ 1903

(44)ص 131

(45)ص 247

(46)الفقہ الاسلامی الدکتور وھبتہ الدخیلی ج 2 ص .893 درالفکر فی المطبعۃ
العلمیہ
بدمشق الطبعۃ الثانیہ 1305 ھ 1985 م

(47) الاحکام السلطانیہ قاضی ابی یعلی حنبلی ص 246 مکتب الاعلام الاسلامی 1306

ہم پاکستانی مسلمانوں کے پچاس سالہ کارنامے

حضرت مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی

دنیوی لحاظ سے

نمبر 1:- ملک کا اہم بازو ہم سے کٹ گیا - نوے ہزار غیور جری اور ایمان دار فوج کو ہماری لیاقت اور دیانت کی وجہ سے کفار کی قید میں جانا پڑا -

نمبر 2:- کرپٹ کے مریض ہمارے معزز ممبران اسمبلیوں کو افسوس ہے کہ ہم بد دیانتی میں پہلا نمبر حاصل نہیں کرسکتے -

نمبر 3:- پورا ملک خاک و خون میں تڑپ رہا ہے - کراچی کو فوج کے حوالے کرنے پر باخبر حلقوں کا کہنا ہے کہ کہیں یہ تاریخ ڈھاکہ کو دہرانے کا پیش خیمہ ثابت نہ ہو -

نمبر 4:- ٹی وی - وی سی آر اور وڈیو کے ذریعہ ملک کا گھر گھر قحبہ خانہ میں تبدیل کیا جا رہا ہے -

نمبر 5:- ہندو کی جارحانہ حملوں اور خطرناک تنصیبات اور کشمیر جنت نظیر وادی خون میں تبدیل کر دینے اور ہزاروں سے بڑھ کر مسلمان عورتوں کی عزت و ناموس فوجی درندوں کے ہاتھوں برباد کرانے کے باوجود ان سے تجارتی معاہدات پر خوشی کا اظہار کرنا -

نمبر 6:- ملک کنگال ہے اس کا بچہ بچہ ہزاروں کا قرض دار کیونکہ ہمارا ملک نہ زرعی ہے نہ یہاں کوئی زرخیز اور لائق زمین ہے نہ یہاں کوئی معمولی سی نہر جاری ہے اور نہ ہی کسی قسم کی قدرتی کانیں دستیاب ہیں -

نمبر 7:- گوادر قسم کے سازشوں کے متبادل طعنے بھی کانوں سے ٹکرا رہی ہیں -

یہ ہیں ہمارے دانشوروں اور زرجمہر حکمرانوں کے زریں کارنامے جو ایک دفعہ نہیں بار بار صدارتوں اور وزارتوں کو زینت بخش رہے ہیں -

اور دینی لحاظ سے

پاکستان نظریاتی ملک ہے اس کا واحد نظریہ اسلام ہے۔

نمبر 1:۔ اس کے باوجود یہاں اسلام زیر دست ہے اور اسمبلیاں بالا دست ہے۔
ملکت پاک میں اس طرفہ تماشا ____ اسلام ہے محبوس مسلمان ہے آزاد

نمبر 2:۔ اس اسلامی ملک کی با اختیار اسمبلیوں کا معزز ممبر بننا نہ صرف ہر فاسق فاجر اور کمینے بدمعاش کا پورا پورا حق ہے بلکہ اس کی بنیادی نظریہ " اسلام " کا منکر ہر غیر مسلم ہے۔ مکمل اعزاز کے ساتھ۔ اس کا ممبر بن سکتا ہے اور بنے ہوئے ہیں ____

علاوہ ازیں روزنامہ خبریں اسلام آباد 27 اگست 97ء کے مطابق اس وقت چھ سو سولہ (616) غیر مسلم مختلف اعلی عہدوں پر فائز ہیں جو 17 تا 22 گریڈ کی تنخواہ وصول کر رہے ہیں جن میں عیسائی، ہندو اور قادیانی شامل ہیں۔

نمبر 3:۔ اعداد و شمار کا محتاط اندازہ یہی لگایا جائے تو یہی معلوم ہوگا کہ انگریز کے ڈیڑھ سو سالہ حکومت میں پورے ہندوستان میں اتنے مسلمان، عیسائی نہیں بنے جتنے کہ صرف ان پچاس سالوں میں صرف پاکستانی مسلمان مرتد ہو کر کفر کی جھولی میں جا پہنچے جس کی وجہ خالص ہے یہ اس کنگال ملک کے صدور محترم وزراء کرام اور دیگر اہم عہدوں پر براجمان حضرات کے مشاہرات اور دیگر ضروریات جن میں ان کے ملکی اور غیر ملکی دورے اور کھلاڑیوں وغیرہ کے زرمبادلات وغیرہ بھی شامل ہیں اس کے بعد شاہی خزانہ میں اتنی گنجائش بھی نہیں رہ جاتی کہ وہ ملک سے بے روزگاری کا خاتمہ کریں یا ہزاروں کی تعداد سے بہت زیادہ تعلیم یافتہ حضرات کو ملازمتیں دلا سکیں اب ان بے روزگاروں کے لئے دو ہی راستے رہ جاتے ہیں۔ تنگ دل خود کشی کرکے جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور ایمان کی قدر و قیمت سے ناواقف پڑھے لکھے فراخ دل ایمان کا سودا کرکے روزگار حاصل کرلیتے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

نمبر 4:۔ تبدیلی دین کی سخت سزا تو اقایان ملک کے نزدیک انسانی حقوق کے خلاف ہے ____ رہی آزاد دینی مدارس کی تدریس و تبلیغ اور وعظ و نصیحت تو اولا” تو بقول مرحوم اکبر الہ آبادی

پیٹ ہے سب پر مقدم ای عزیز ____ گرچہ فکر آخرت ہے اصل چیز ثانیا”

یہی آزاد دینی مدارس سے تو ہمارے حکمرانوں کا روز اول سے کلیجہ منہ کو آتا رہتا ہے ہمیں معلوم نہیں کہ ان پچاس سالوں میں پاکستان کی کوئی حکومت یہی ایسی گزری ہو جس نے ان آزاد دینی مدارس کو ھضم کرنے یا ختم کرنے کا منصوبہ نہ بنایا ہو اور آج کل تو امریکہ پرست پاکستانیوں کو فرقہ واریت اور دہشت گردی کا بھوت صرف اور صرف وہیں نظر آتا ہے جہاں جہاں قال اللہ تعالیٰ اور قال رسول اللہ ﷺ و اصحابہ کی ایمان افزا فدا گونج رہی ہو _ _ _ _ _ اور اب تو سونے پر سہاگہ طالبان افغانستان کی راسخ العقید اور بنیاد پرست سچے اسلام کی پابند حکومت نے جب سے پوری دنیا پر واضح کردیا ہے ک امن و امان کی زندگی اور سکھ و اطمینان قلب کی نقد دولت صرف اور صرف آمنہ کے لعل ﷺ کی دامان رحمت میں مل سکتی ہے تو اب تو دنیائے کفر اور ان کے متوالے طالبان اسلام کا نام سنتے ہی ہوش و حواس کھو بیٹھتے ہیں سیلاب کیسے روکیں یہ ہے ہماری پچاس سالہ زندگی کا نا تمام نقشہ اب اپنی اس ناکام ترین زندگی پر اگر ہم خوشی کے ترانے بجانے لگیں تو دنیا کے ذی ہوش ہمیں دیکھ کر یہی کہیں گے کہ

حیا و شرم و ندامت اگر کہیں بکتے
و ہم یہی لیتے کسی اپنے مہربان کیلئے

روز مسرت یا یوم ندامت

حقیقت یہ ہے کہ یہ دن ہمارے لئے بجائے یوم مسرت کے یوم ندامت ہے اور ہمارا عقلی اور شرعی فریضہ یہ ہے کہ ہم سے اس طویل عرصہ تک اس عظیم نعمت آزادی بصورت عطیہ پاکستان کی جو بے قدری ہوی اس پر رو رو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں جو لوگ صرف حرث دنیا کے قائل ہیں اور ان کا نظریہ بابر بعیش کوش کہ عالم دوبار نیست کا ہے ان سے کیا توقع ہوسکتی ہے آخرت پر یقین رکھنے والے علماء کرام مشائخ عظام اور دینی مراکز کے دینی جرائد _ _ _ _ _ اگر صدق دل سے واضح اسلام کے ان تین بنیادی باتوں کو کعبہ مقصود بنا لیتے ہیں کہ

الف :- اس ملک کی اسمبلیوں سے بالادستی چھین کر قرآن و سنت اور اجماع امت کی

بقیہ صفحہ ۱۳ پر

کارروائی اجلاس "مجلس شوریٰ"

(جامعہ عثمانیہ)

مولانا حسین احمد صاحب
ناظم تعلیمات جامعہ عثمانیہ

قارئین العصر اور متعلقین جامعہ عثمانیہ بخوبی جانتے ہیں کہ جامعہ عثمانیہ کی سب سے بڑی اور با اختیار مجلس "مجلس شوریٰ" ہے - جس کا سالانہ اجلاس جمادی الاخری کے اواخر میں منعقد ہوتا ہے - اس اجلاس میں گزرے سال کی کارکردگی پر غور ہوتا ہے اور آئندہ سال کے لئے لائحہ عمل تیار کیا جاتا ہے - امسال بھی شوری کا اجلاس مورخہ چھبیس اکتوبر 97ء / 23 جمادی الاخری 1418ھ بروز اتوار منعقد ہوا - جس میں شرکت کے لئے اکتالیس ارکان شوریٰ کے علاوہ تقریباً ساٹھ افراد کو بطور مبصر شرکت کی دعوت دی گئی اور تمام مدعوئین حضرات نے اجلاس میں شرکت فرمائی -

جامعہ کے سرپرست اعلیٰ مولانا حکیم لطف الرحمٰن صاحب کی صدارت میں ساڑھے نو بجے قاری احسان اللہ صاحب کی تلاوت کلام پاک سے اجلاس کا آغاز ہوا - جس کے بعد راقم الحروف نے شرکاء اجلاس کے سامنے جامعہ کے تعلیمی و تربیتی نظام سے متعلق معروضات پیش کیں اور تفصیل کے ساتھ انہیں جامعہ کے داخلہ نصاب تعلیم، اوقات تعلیم اور رخصت کے نظام سے آگاہ کیا اور بتایا کہ جامعہ نونہالان قوم کی اسلامی تربیت کے لئے کیا کچھ کر رہا ہے - اجلاس میں موجود تعلیمی اداروں کے بعض ذمہ دار حضرات نے اس حوالے سے راقم سے بعض استفسارات بھی کئے - جنہیں مطمئن کردیا گیا -

بعدازاں مجلس شوریٰ کے رکن حاجی غیاث الانام صاحب نے جامعہ کے بارے میں اپنا شیرین کلام پیش کیا - جس سے حاضرین محظوظ ہوئے -

حاجی صاحب کے بعد جامعہ کے بانی و مہتمم مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب نے شرکاء اجلاس کو خوش آمدید کہا اور مصروفیات کے باوجود جامعہ کی دعوت پر یہاں تشریف لانے پر ان سب حضرات کا شکریہ ادا کیا - حضرت مفتی صاحب نے اختصار کے ساتھ جامعہ کی پانچ سالہ کارکردگی پیش کی اور حاضرین سے فرمایا کہ جامعہ جس تیزی سے روبترقی ہے - یہ رب ذوالجلال کے بے پایاں فضل و احسان اور آپ سب حضرات کی جامعہ کے لئے فکر مندی، محنت اور دعاؤں کا نتیجہ ہے، مفتی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ حاجی

غیاث الانام صاحب کی طرف سے جامعہ کے لئے چراٹ روڈ پبی میں وسیع قطعہ اراضی کی بار بار پیش کش اور ان کے اصرار کے بعد مورخہ   کو شوریٰ کا ہنگامی اجلاس بلایا گیا تھا - جس میں اگرچہ شوریٰ کے تمام ارکان شریک نہیں ہوسکے تھے - مگر اکثریت موجود تھی' شوریٰ کے اس اجلاس میں حاجی صاحب کی اس پیش کش کو قبول کیا گیا اور تین سال قبل جامعہ کے لئے بڈھنی کے قریب یاسین آباد میں خریدی گئی چوبیس کنال زمین کو فروخت کرنے کا فیصلہ ہوا - چنانچہ اس زمین کو فروخت کردیا گیا - مفتی صاحب نے فرمایا کہ اب ہماری تمام تر جدوجہد اور محنت وہاں کی تعمیر کے لئے ہونی چاہئے -

اب اجلاس کے ایجنڈے پر بحث شروع ہوئی اور بحث و تمحیص کے بعد مجلس شوریٰ نے اتفاق رائے سے مندرجہ ذیل فیصلے کئے -

○ مجلس تعلیمی نے اپنے اجلاس منعقدہ 7 اکتوبر 97ء میں یہ تجویز پیش کی تھی - جامعہ کو تعلیمی میدان میں اگلا قدم لے کر درجہ سادسہ کا اجراء کر دینا چاہئے کہ مجلس شوریٰ نے اس تجویز سے اتفاق کیا اور اگلے سال درجہ سادسہ شروع کرنے کی منظوری دے دی -

○ گزشتہ سال شوریٰ نے 105 طلبہ کے داخلے منظوری دی تھی - مجلس تعلیمی نے تجویز دی تھی کہ پچیس طلبہ کا اضافہ کیا جائے - اس لئے کہ جامعہ سے متصل خالی پلاٹ اور خرید کردہ گھر پر اب ماشاء اللہ پندرہ کمروں پر مشتمل شاندار دو منزلہ عمارت کھڑی ہوگئی ہے - جس میں کافی طلبہ کے رہائش کی گنجائش ہے - مجلس شوریٰ نے اس کی منظوری دی اور فیصلہ ہوا کہ آئندہ سال ایک سو تیس طلبہ کو داخلہ دیا جائے گا -

○ موجودہ اساتذہ پر کتابوں کے بوجھ اور ایک درجے کے اضافے کی وجہ سے مجلس تعلیمی نے مزید دو استادوں کی تقرر کی سفارش کی تھی - مجلس شوریٰ نے اس کی بھی منظوری دے دی -

○ مجلس شوریٰ نے فیصلہ کیا کہ جامعہ کی نئی اراضی واقع چراٹ روڈ پبی میں اعمال شروع کردیئے جائیں - تاکہ اس طرف توجہ رہے اور اعمال کی برکت کی وجہ سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی تعمیر کے لئے جلد از جلد اسباب پیدا فرما دیں - چنانچہ آئندہ سال سے وہاں حفظ قرآن کا ایک درجہ شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ

طلبہ کی رہائش کے لئے ایک ہال کی عارضی تعمیر اور استاد کے لئے ایک مکان کی تعمیر کی بھی منظوری ہوئی -

○ ہوشربا مہنگائی کی وجہ سے مجلس شوریٰ نے اساتذہ کی تنخواہوں میں دو سو روپے ماہانہ اضافے کا بھی فیصلہ صادر کیا -

○ مالیات کی مجلس معائنہ کے اجلاس منعقدہ بائیس اکتوبر 97ء کی رپورٹ بھی اجلاس کے سامنے پیش کی گئی - جس کے بعد مجلس معائنہ کی ترجمانی کرتے ہوئے جناب عبدالمتین صاحب (جو روز اول سے جامعہ کے حسابات کے آڈیٹر اور گورنمنٹ پریس کے اکاؤنٹنٹ افسر ہیں) نے جامعہ کی مالیات کے بارے میں اپنے سو فیصدی اطمینان کا اظہار کیا -

○ بعدازاں حضرت مفتی صاحب نے تفصیل کے ساتھ سال رواں کے اب تک کے اخراجات کا گوشوارہ اور بقیہ مہینوں کی لاگت کا تخمینہ پیش کیا -

○ مفتی صاحب نے مجلس شوریٰ کے سامنے آئندہ سال کا تخمینی بجٹ پیش کیا - جو درجہ ذیل ہے -

بجلی	39,370---00	انتالیس ہزار تین سو ستر روپے
تنخواہ	3,61,154---00	تین لاکھ اکسٹھ ہزار ایک سو چون روپے
ٹیلیفون	13000---00	تیرہ ہزار روپے
تعمیرات	7,07,965---00	سات لاکھ سات ہزار نو سو پینسٹھ روپے
ڈاک	14,114----00	چودہ ہزار ایک سو چودہ روپے
سٹیشنری	34,034---00	چونتیس ہزار چونیس روپے
ضیافت	24,000---00	چوبیس ہزار روپے
کتب	1,00,922---00	ایک لاکھ نو سو بائیس روپے
مطبخ	4,28,292---00	چار لاکھ اٹھائیس ہزار دو سو بانوے روپے
العصر	60,000---00	ساٹھ ہزار روپے
کرایہ آمد و رفت	30,000---00	تیس ہزار روپے
متفرقات	30,000---00	تیس ہزار روپے
کل میزان	19,92,851---00	انیس لاکھ بانوے ہزار آٹھ سو اکاون روپے

علاوہ ازیں مفتی صاحب نے تجویز پیش کی کہ عصری تقاضوں کے سنگ چلنے کے لئے جامعہ کے شعبہ تخصص و تحقیق کو ایک کمپیوٹر اور دنیا کے بڑے بڑے کتب خانوں سے نیٹ ورک کے ذریعے استفادہ کرنے کے لئے ایک فیکس کی ضرورت ہے۔ مجلس شوریٰ نے اس کے لئے رقم تو مختص نہ کی۔ البتہ بعض ارکان نے اس کے بارے میں فکر کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

ساڑھے چار گھنٹے تک جاری رہنے والا یہ اجلاس دو بجے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے استاد حدیث حضرت مولانا عبدالحلیم دیروی صاحب کے اختتامی کلمات اور دعا سے اختتام پذیر ہوا۔

معیار اور کوالٹی ہماری پہچان
گھروں دفاتر اور مساجد و مدارس کے لیے یکساں ضرورت
فرش کو خوبصورت اور پائیدار بنانے کے لیے
ہماری خدمات حاصل کریں۔
رضا ماربل اینڈ چپس فیکٹری
ورسک روڈ پشاور ، فون 091-272073

جامعہ عثمانیہ کے وفاق المدارس کے امتحان میں امتیازی کامیابی!

بحمد اللہ جامعہ عثمانیہ روز اول سے پاکستان کی عظیمی علمی تحریک وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی فعال تنظیم سے وابستہ ہے۔ وفاق المدارس کے سالانہ امتحان میں طلباء باقاعدہ شریک ہوتے ہیں گزشتہ سالوں میں جامعہ سے شریک طلباء کی تعداد کو مد نظر رکھ کر دوسرے سنٹروں میں امتحان دینے کے لئے بھیجے جاتے لیکن امسال حال کے لئے طلباء کی مقررہ تعداد مکمل ہونے کی وجہ سے وفاق المدارس نے جامعہ عثمانیہ میں بطور امتحان مرکز کی منظوری دی۔ جامعہ کا نتیجہ بحمد اللہ گزشتہ سالوں میں بھی معیاری رہا۔ ایک آدھ بار کے ایک طالب علم کی ناکامی کے سوا دیگر تمام طلباء اچھے درجات میں کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ لیکن امسال کا نتیجہ خلاف توقع اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے بڑا حوصلہ افزا رہا۔ یہ جان کر جامعہ سے وابستہ رکن اور معاون کو دلی خوشی ہوئی کہ مرحلہ ثانویہ خاصہ (مساوی ایف اے) میں پورے ملک میں جامعہ نے دوسری پوزیشن حاصل کی۔ جامعہ کے طالب علم محمد سعید ولد محمد سلیم نے چھ سو میں 548 نمبر لیکر جامعہ میں پہلی اور پورے وفاق میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور جامعہ کے مخلص اساتذہ کی شبانہ روز محنتوں کا ثمر ہے۔ اصل کامیابی تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ ایک مسلمان کو جب محنت میں رضاخداوندی حاصل ہو یہ اس کی بڑی کامیابی ہے اور اس کا تعلق عالم آخرت سے ہے۔ قیامت میں بہتر ثمرہ کی یقین لے کر ہر ایک محنت کی جارہی ہے لیکن دنیا میں یہ اعزاز و اکرام یقیناً" باعث حوصلہ افزائی قابیت ہوتا ہے۔

جامعہ کے ایک نو وار۔ مدرسہ کے لئے یقیناً" یہ بڑا اعزاز ہے اللہ تعالیٰ اپنی رضا مندی کا ذریعہ بنا دے۔ آمین

اس کے علاوہ بھی مجموعی طور پر درجہ کتب میں 54 طلباء شریک ہوئے تھے۔ جن

میں 23 درجہ ممتاز (A ون گریڈ) 24 جید جدا" (A گریڈ) اور سات جید (B گریڈ) می
کامیاب رہے۔ بحمد اللہ کوئی طالب ناکام نہیں رہا اور نہ کسی نے درجہ مقبول (C گری
میں کامیابی حاصل کی۔ ایسا ہی شعبہ حفظ کے آٹھ شرکاء تمام کامیاب رہے۔ اجمالی نق
درج ذیل ہے اور اس کے بعد وفاق کے نتیجہ کا عکس پیش کیا جا رہا ہے۔

ادارہ شعبہ تعلیمات جامعہ عثما

	ممتاز	جید جدا	جید	مقبول	ناکام	مجموعہ
ثانوسہ خاصہ	3	13	5	X	X	21
ثانوسہ عامہ	13	8	X	X	X	21
متوسط	8	4	1	X	X	13
شعبہ حفظ	2	1	5	X	X	8
مجموعہ	26	26	11	=	=	63

خٹک ماڈل سکول نرسری تا مڈل
چراٹ روڈ ڈاک اسماعیل خیل ضلع و تحصیل نوشہرہ
اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ سٹاف کی زیر نگرانی با خلوص دل کے ساتھ بچوں ک
ذہنی اور تعلیمی تربیت، دینی علوم کا مستقل بندوبست۔ اپنے بچوں کو
داخلہ کرا کے ان کی بہتر مستقبل کی ضمانت حاصل کریں۔
منجانب:۔ پرنسپل محمد اشفاق ایم اے پولیٹیکل سائنس

مكتب نتائج الاختبار السنوى لوفاق المدارس العربيه باكستان — ١٤١٨ھ/١٩٩٨ء الثانوية الخاصة

اسم المدرسه جامعه عثمانيه [illegible] [illegible] — اسم صدر المدرسين — اسم المدير

بليمر ١٢٠٩

رقم الجلوس	رقم الالحاق	اسم الطالب	اسم ابيه	مديريه	تاريخ الولادة			الارقام المحصلة فى كل ورقه						مبلغ الارقام	النتيجة			الكوائف
								المادة الاولى [illegible]	المادة الثانية [illegible]	المادة الثالثة [illegible]	المادة الرابعة [illegible]	المادة الخامسة [illegible]	المادة السادسة [illegible]		التقدير	الترتيب العام	الراسب	
١٠٢٣	٢٤٠٥٩	حبيب الله	نور البصير	چارسده	١٣٩٠ھ ١٩٧٠ء			٦٣	٥٠	٧٠	٥٠	٤٥	٤٠	٣١٨	جيد			
١٠٢٤	٢٤٠٦٠	محمد اقبال	رستم خان	"	١٣٩٨ھ ١٩٧٨ء			٦٧	٤٠	٨٠	صفر	٦٠	٥٢	٢٩٩	"			
١٠٢٥	٢٤٠٦١	مشتاق احمد	دراز خان	كرك	١٣٩٨ھ ١٩٧٨ء			٧٣	٧٥	٨٢	٧٥	٧٥	٥٣	٤٣٣	جيد جدا			
١٠٢٦	٢٤٠٦٢	محمد شفيق الرحمن	شمس الرحمن	مانسهره	١٤٠١ھ ١٩٨١ء			٦٤	٤٠	٨٠	٥٠	٥٥	٤٥	٣٣٤	جيد			
١٠٢٧	٢٤٠٦٣	محمد عثمان	محمد سليمان	اٹک	١٣٩٦ھ ١٩٧٦ء			٥٨	٤٩	٨٤	٥٥	٦٠	٥١	٣٥٧	جيد جدا			
١٠٢٨	٢٤٠٦٤	روح الامين	سيد زين	دير	١٣٩٤ھ ١٩٧٤ء			٧١	٦٠	٦٧	٥٠	٥٠	٤٥	٣٤٣	جيد			
١٠٢٩	٢٤٠٦٥	قاسم على شاه	محمد حسين شاه	بٹگرام	١٣٩٨ھ ١٩٧٨ء			٧٢	٦١	٨٧	٨٥	٧٨	٥٥	٤٣٨	جيد جدا			
١٠٣٠	٢٤٠٦٦	گل والد	عبد المالك	مانسهره	١٣٩٧ھ ١٩٧٧ء			٧٦	٧٥	٨٨	٣٣	٧٢	٦٢	٤٠٦	"			
١٠٣١	٢٤٠٦٧	محمد قاسم	محمد سليمان	صوابي	١٣٩٥ھ ١٩٧٥ء			٧٩	٧٥	٧٧	٥٥	٤٠	٤٠	٣٦٦	"			
١٠٣٢	٢٤٠٦٨	محمد يوسف	محمد يونس	مانسهره	١٣٩٥ھ ١٩٧٥ء			٦٨	٤٨	٨٢	٨١	٧٦	٤٧	٤٠٢	"			
١٠٣٣	٢٤٠٦٩	زاهد گل	قاضى محمد گل	كوهاٹ	١٣٩٥ھ ١٩٧٥ء			٦٧	٨٠	٨٠	٦٣	٧١	٧٨	٤٣٩	"			
١٠٣٤	٢٤٠٧٠	محمد بادشاه	محمد العيش بادشاه	صوابي	١٣٩٨ھ ١٩٧٨ء			٦٤	٧٠	٧٧	٤٥	٤٠	٦٦	٣٦٢	"			

مکتب نتائج الاختبار السنوی لوفاق المدارس العربیہ باکستان —— ١٤١٨ھ / ١٩٩٨ء الثانویة الخاصة

اسم المدرسہ —— جامعہ عثمانیہ پشاور نوتھیہ روڈ

اسم صدر المدرسین —— اسم المدیر ——

رقم الجلوس	رقم الالحاق	اسم الطالب	اسم ابیہ	مدیریہ	تاریخ الولادة	الارقام المحصلة فی کل ورقہ						میزان الارقام	النتیجة			الکوائف
						الورقة الاولى [illegible]	الورقة الثانیة شرح جامی	الورقة الثالثة نور الانوار	الورقة الرابعة [illegible]	الورقة الخامسة قطبی	الورقة السادسة [illegible]		التقدیر	[illegible]	الراسب	
١٠٣٥	٢٤٠٧١	جمشید علی	امیر نواز	پشاور	١٣٩٨ھ ١٩٧٨ء	٤٤	٦٤	٨٠	٥٠	٦٠	٤٠	٣٣٨	جید			
١٠٣٦	٢٤٠٧٢	محمد یوسف	سکندر شاہ	"	١٤٠٠ھ ١٩٨٠ء	٦٤	٧٠	٧٧	٥٠	٥٥	٤٣	٣٥٩	جید جداً			
١٠٣٧	٢٤٠٧٣	عطاء الرحمٰن	عبد الغنی	صوابی	١٣٩٧ھ ١٩٧٧ء	٦٣	٨٠	٨٢	٥٠	٨٣	٤٣	٤٠١	"			
١٠٣٨	٢٤٠٧٤	بنیامین	فضل قدیر	"	١٤٠٠ھ ١٩٨٠ء	٨٥	٧٥	٩٣	٨٦	٨٦	٨٥	٥١٠	ممتاز			
١٠٣٩	٢٤٠٧٥	ریاض محمد	فضل محمد	"	١٣٩٦ھ ١٩٧٦ء	١٠٠	٧٠	٨٣	٩٣	٩٣	٨٧	٥٢٦	"			
١٠٤٠	٢٤٠٧٦	حبیب الرحمٰن	حفیظ الرحمٰن	مانسہرہ	١٣٩٧ھ ١٩٧٧ء	٧٣	٥٠	٧٧	٦٥	٦٥	٧٨	٤٠٨	جید جداً			
١٠٤١	٢٤٠٧٧	محمد سعید	محمد سلیم	صوابی	١٣٩٩ھ ١٩٧٩ء	٩٢	٨٠	٩١	١٠٠	٩٨	٨٧	٥٤٨	ممتاز			
١٠٤٢	٢٤٠٧٨	شفیق اللہ	میر باز خان	افغانستان	١٣٩٧ھ ١٩٧٧ء	٦٩	٦٠	٨١	٥٠	٨٢	٥١	٣٩٣	جید جداً			
١٠٤٣	٢٤٠٧٩	عبید الحق نجیب	سید فضل احد	دیر	١٣٩٨ھ ١٩٧٨ء	٨٢	٥٩	٧٨	٧٠	٨٩	٧٧	٤٤٧	"			
					١٣ھ ١٩ء											
					١٣ھ ١٩ء											

مکتب نتائج الاختبار السنوی لوفاق المدارس العربیه باکستان ـــ ١٤١٨ھ/٤١٩ ـــ الثانویة العامة

اسم المدرسه ـــ جامعہ عثمانیہ ـــ پشاور ـــ اسم صدر المدرسین ـــ اسم المدیر ـــ
نوتھیہ روڈ بکس نمبر ۱۲۰۹

رقم الجلوس	رقم الالحاق	اسم الطالب	اسم ابیه	مُدیریه	تاریخ الولادة	الأرقام المحصلة في كل ورقه الورقة الأولى	الورقة الثانية	الورقة الثالثة	الورقة الرابعة	الورقة الخامسة	الورقة السادسة	میزان الأرقام	النتیجه التقدیر	الاختبار الآخر	الراسب	الکوائف
٣٣١	٣٤٧٨٣	سخاوت شاہ	قیوم شاہ	نوشہرہ	١٣٩٦ ١٩٧٦	٥٩	٨٤	٩٠	١٠٠	٧٠	٩٠	٤٩٣	ممتاز.			
٣٣٢	٣٤٧٨٤	محمد اسماعیل	رستم خان	مردان	١٣٩٧ ١٩٧٧	٧١	٨٦	٩٦	١٠٠	٩٨	٩٤	٥٤٥	،،			
٣٣٣	٣٤٧٨٥	محمد شاہد	محمود حسن	،،	١٣٩٨ ١٩٧٨	٧٧	٩٣	٩٠	٩٩	٩٣	٨٥	٥٣٦	،،			
٣٣٤	٣٤٧٨٦	الطاف الرحمٰن	محبوب الرحمٰن	،،	١٣٩٩ ١٩٧٩	٧٩	٩٢	٧٥	٩٩	٨٠	٦٠	٤٨٩	،،			
٣٣٥	٣٤٧٨٧	نور الامین	عبد الکریم	پشاور	١٣٩٨ ١٩٧٨	٥٧	٨٧	٩٠	٩٩	٩٠	٧٠	٤٩٣	،،			
٣٣٦	٣٤٧٨٨	احسان الرحمٰن	غلام الرحمٰن	مانسہرہ	١٤٠٧ ١٩٨٧	٥٧	٨٢	٧٥	٩٤	٧٠	٧٠	٤٥٠	جید جداً			
٣٣٧	٣٤٧٨٩	حزب الرحمٰن	متحمل شاہ	مردان	١٣٩٧ ١٩٧٧	٦٦	٨٠	٧٥	٩١	٥٠	٦٠	٤٢٢	،،			
٣٣٨	٣٤٧٩٠	محمد شاہد	ارسلا خان	،،	١٣٩٨ ١٩٧٨	٧٠	[illegible]	٨٠	٩٤	٦٠	٩٠	٤٦٩	،،			
٣٣٩	٣٤٧٩١	شاہ اسلام	محمد اسلام	نوشہرہ	١٣٩٨ ١٩٧٨	٧١	٩١	٨٥	٩٣	٩٠	٧٠	٥٠٠	ممتاز			
٣٤٠	٣٤٧٩٢	محمد کلیم الرحمان	محبوب الرحمان	صوابی	١٣٩٩ ١٩٧٩	٤٣	٨٥	٨٠	٨٥	٦٥	٥٠	٤٠٨	جید جداً			
٣٤١	٣٤٧٩٣	اکرام اللہ	سید احمد	پشاور	١٤٠٠ ١٩٨٠	٧١	٨٧	٨٥	٩٤	٦٤	٨٠	٤٨٣	ممتاز.			
٣٤٢	٣٤٧٩٤	ریاض محمد	راز محمد	نوشہرہ	١٣٩٨ ١٩٧٨	٩٣	٩١	٩٣	١٠٠	٨٢	٨٠	٥٣٩	،،			

مکتب نتائج الاختبار السنوی لوفاق المدارس العربیه باکستان ۱۴۱۸ھ / ۲۱۹ الثانویة العامه

اسم المدرسه جامعه عثمانیه پشاور

اسم صدر المدرسین ____ اسم المدیر ____

رقم الجلوس	رقم الالحاق	اسم الطالب	اسم ابیه	مدیریه	تاریخ الولادة	الارقام الحاصلة فی کل ورقه						مبلغ الارقام	النتیجة			الکوائف
						[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		التقدیر	[illegible]	الرسب	
۳۳۳	۳۷۷۹۵	مصباح الرحمٰن	فتح الرحمٰن	صوابی	۱۴۰۰ھ ۱۹۸۰ء	۸۰	۹۳	۹۳	۱۰۰	۹۷	۸۰	۵۴۳	ممتاز			
۳۳۴	۳۷۷۹۶	ناصر خان	فضل الرحمان	”	۱۳۹۹ھ ۱۹۷۹ء	۵۱	۷۸	۹۳	۷۵	۶۴	۶۰	۴۲۱	جید جدا			
۳۳۵	۳۷۷۹۷	طاہر الدین	معز الدین	مردان	۱۳۹۶ھ ۱۹۷۶ء	۷۹	۸۸	۹۰	۷۵	۷۵	۸۵	۴۹۲	ممتاز			
۳۳۶	۳۷۷۹۸	عبد اللہ	محمد یوسف	کوہاٹ	۱۴۰۰ھ ۱۹۸۰ء	۷۰	۹۲	۷۵	۷۵	۷۰	۶۵	۴۴۷	جید جدا			
۳۳۷	۳۷۷۹۹	نعمت اللہ	فصیح اللہ	پشاور	۱۳۹۸ھ ۱۹۷۸ء	۶۴	۹۲	۸۵	۹۹	۶۸	۹۰	۴۹۸	ممتاز			
۳۳۸	۳۷۸۰۰	محمد سمیع الحق	محمد بشیر الحق	”	۱۴۰۰ھ ۱۹۸۰ء	۴۰	۸۳	۸۰	۹۶	۶۱	۷۰	۴۳۰	جید جدا			
۳۳۹	۳۷۸۰۱	سید غنی	عثمان غنی	نوشہرہ	۱۳۹۱ھ ۱۹۷۱ء	۷۰	۹۱	۹۱	۱۰۰	۸۵	۹۰	۵۲۷	ممتاز			
۳۴۰	۳۷۸۰۲	محمد نثار	سیداجان	مردان	۱۳۹۹ھ ۱۹۷۹ء	۶۳	۸۵	۸۵	۷۲	۵۵	۶۰	۴۲۰	جید جدا			
۳۴۱	۳۷۸۰۳	مسعود شاہ	مسرت شاہ	پشاور	۱۴۰۰ھ ۱۹۸۰ء	۶۰	۸۹	۷۸	۹۶	۶۹	۹۰	۴۸۲	ممتاز			
					ھ۱۴ ۱۹											
					ھ۱۴ ۱۹											
					ھ۱۴ ۱۹											

مكتب نتائج الامتحانات لمستوى وفاق المدارس العربية باكستان — المرحلة المتوسطة

٢٦ / ٢٠١٩

اسم المدرسه جامعه عثمانيه پشاور

اسم صدر المدرسين ______ اسم المدير ______

رقم الجلوس	رقم الالتحاق	اسم الطالب	اسم ابيه	مُدير	تاريخ الولادة			الارقام المحصلة في كل ورقه						ميزان الارقام	النتيجه			الحاصل
								[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		التقدير	[illegible]	ميزان [illegible]	
٢١٨٩	٢٦٩٩٢	محمد عمر گل	گل رحمن	لغمان (افغانستان)	٠٢.٠١ ٠٥٨١			١٠٠	٦٢	٦٣	٨٦	٧٥	١٠٠	٤٨٦	ممتاز	٣٠	٠	
٢١٩٠	٢٦٩٩٣	ذاكر الله	شير باز خان	ننگرهار (افغانستان)	٠٣.٠٢ ٠٥٨٢			١٠٠	٧٠	٩٥	٨٢	٨٨	١٠٠	٥٣٦	"	٩٨		
٢١٩١	٢٦٩٩٤	محمد فاروق	عبيد الرحمن	پشاور	٠٢.٠٠ ٠٥٨٠			٩٩	٦٢	٥ صف	٧٧	٥٥	٨٢	٣٨٥	جيد جدا	٧٩		
٢١٩٢	٢٦٩٩٥	شاهد الدين	طالع زر	سوات	٠٣ ٩٨ ١٩٧٨			١٠٠	٦٣	٧٥	٩٠	٩٣	٩٥	٥١٦	ممتاز	٥٣		
٢١٩٣	٢٦٩٩٦	شمس الرحمن	حاجی گل رحمن	نوشهره	٠٣ ٩٨ ١٩٧٨			١٠٠	٥١	٧٥	٩٢	٩٠	١٠٠	٥٠٩	"	٤٠		
٢١٩٤	٢٦٩٩٧	خليل الله	عبد الكبير	مانسهره	٠٣ ٩٨ ١٩٧٨			١٠٠	٥٩	٥٠	٧٧	٥٥	١٠٠	٤٤١	جيد جدا	صفر		
٢١٩٥	٢٦٩٩٨	ساجد الرحمن	شمشاد علی	مانسهره	٠٤.٠٣ ١٩٨٣			١٠٠	٦٢	٧٠	٨٥	٧٥	١٠٠	٤٩٢	ممتاز	٨١		
٢١٩٦	٢٦٩٩٩	غلام نبی	مولانا خيال حسين گل	صوابی	٠٤.٠٣ ١٩٨٣			١٠٠	٦٣	٥٤	٨٠	٦٠	٦٣	٤٢٣	جيد جدا	٠٦		
٢١٩٧	٢٧٠٠٠	ضياء الرحمن	مولوی فضل سبحان	پشاور	٠٣ ٩٨ ١٩٧٨			١٠٠	٥١	٦٠	٨٨	٦٠	٧٦	٤٣٥	"	٨٣		
٢١٩٨	٢٧٠٠١	برهان الدين	فرمان الدين	نوشهره	٠٤.٠٢ ١٩٨٢			١٠٠	٤٥	٥٠	٧٠	٧٥	١٥	٣٥٥	جيد	٥٢		
٢١٩٩	٢٧٠٠٢	سميع الله	قاری رحيم الله	راولپنڈی	٠٤.٠٣ ١٩٨٣			١٠٠	٦٢	٧٣	٩٠	٧٨	٨٦	٤٩٠	ممتاز	٨٣		
٢٢٠٠	٢٧٠٠٣	محمد حماد	لطيف الرحمن	اٹک	٠٤.٠٣ ١٩٨٣			١٠٠	٧٤	٧٥	٨٣	٧٥	١٠٠	٥٠٧	"	٧٩		
٢٢٠١	٢٧٠٠٤	سيد عبد الحنيف	سيد عبد الغفار	دير	٠٢.٠٠ ٠١.٠٠			١٠٠	٧٢	٨٠	١٠٠	٩٢	١٠٠	٥٤٥	ممتاز	٧٦		